ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
29 جنوری 2003ء - ۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ
www.tanzeem.org
جلد 12 شمارہ 4

- امریکی عزائم اور عالم اسلام (تجزیہ)
- مولانا مدنیؒ، مجید نظامی اور یہ خاکسار (تذکرہ و تبصرہ)
- اسلام کا معاشرتی نظام اور رسوماتِ نکاح (منبر و محراب)

اُمتِ مسلمہ کی زبوں حالی کا سبب

''تاریخِ اسلام کا سب سے بڑا المیہ نفسانیت کا وہ کھیل ہے جو ہمیشہ اپنا تماشہ دکھاتا رہا، ہم نے کبھی اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی۔ تاریخِ عالم اور تاریخِ اسلام پر نظر رکھنے والے ایک طالب علم کی یہ بات سن لیجئے اور اس کو اپنے دل و دماغ میں امانت رکھ لیجئے کہ ہم نے اپنے دشمنوں سے شکست نہیں کھائی ہے۔ ہم نے اپنے اندرونی اختلافات کے باعث شکست کھائی ہے، اسی نفسانیت کی بدولت ہم نے سلطنتیں کھوئی ہیں، ہمارے ملکوں کے چراغ گل ہو گئے ہیں اور اسلام بعض اوقات پورے پورے ملکوں سے خارج کر دیا گیا ہے۔

اس کی میں صرف ایک مثال دوں گا، وہ مثال سپین کی ہے۔ سپین سے اسلام کو نکالنے والی سب سے بڑی طاقت نفسانیت اور باہمی خانہ جنگی تھی۔

میں اسے تسلیم نہیں کرتا کہ تنہا عیسائی طاقت نے اندلس سے اسلام اور مسلمانوں کو نکالا اور ان کا چراغ گل کر دیا، اس میں بہت کچھ دخل تھا شمالی عربوں، حجازیوں اور یمنی عربوں کی باہمی آویزش اور داخلی نزاعات کا، جو عرصہ سے چل رہے تھے۔ یمنی اور حجازی، ربیعہ اور مضر کی باہمی جنگ سے یہ نوبت آئی کہ اسلام سپین سے آخری طور پر نکال دیا گیا اور یہ ملک اقبال کے الفاظ میں اذانوں سے محروم ہو گیا ؎

دیدۂ انجم میں ہے تیری زمیں آسماں
آہ کہ صدیوں سے ہے تیری فضا بے اذاں

یہی داستان اکثر اسلامی ملکوں کی ہے۔ برصغیر ہند میں مغلوں کا شیرازہ بکھیرنے والی، مسلمانوں کو اقتدار سے محروم کر دینے والی اور ان کی طاقت کا چراغ گل کر دینے والی چیز یہی نفسانیت تھی۔''

(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کی کتاب ''نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں'' سے اقتباس)

سورۃ البقرہ (۸۷)

بسم اللہ الرحمن الرَّحیم

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ وَاشْکُرُوْا لِلّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنَ o اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَمَآ اُھِلَّ بِہٖ لِغَیْرِ اللّٰہِ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ ۚ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ o ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتٰبَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ o﴾ (آیات : ۱۷۲ تا ۱۷۶)

''اے ایمان والو! کھاؤ پاک چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں اور شکرادا کیا کرو اللہ تعالیٰ کا اگر تم صرف اُسی کی عبادت کرتے ہو۔ اُس نے حرام کیا ہے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو لیکن جو مجبور ہو جائے درآنحالیکہ وہ نہ سرکش ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر (بقدرِ ضرورت کھا لینے میں) کوئی گناہ نہیں۔ بے شک اللہ بہت گناہ بخشنے والا' ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔ بے شک جو لوگ چھپاتے ہیں اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور خرید لیتے ہیں اس کے بدلے حقیر سا معاوضہ سو وہ نہیں کھا رہے اپنے پیٹوں میں سوائے آگ کے اور بات تک نہ کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اور نہ ان کے گناہ بخش کر انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ (بدنصیب) ہیں جنہوں نے خرید لی گمراہی ہدایت کے عوض اور عذاب کو نجات کے بدلے۔ (تعجب ہے) کس چیز نے اتنا صابر بنا دیا ہے انہیں آگ (کے عذاب) سے' یہ سزا اس وجہ سے ہوگی کہ اللہ نے تو اُتاری کتاب حق کے ساتھ اور بے شک جو لوگ اختلاف ڈال رہے ہیں کتاب میں وہ بہت دور کے جھگڑوں میں پھنسے ہیں''۔

اے اہل ایمان اگر تم واقعی اسی کی بندگی کرتے ہو تو اس کے حکم سے وابستہ ہو جاؤ۔ جس شے کو اس نے حرام کیا ہے اس کی حرمت پر قائم رہو۔ اس کے قریب بھی نہ پھٹکو۔ لیکن جس شے کے لئے اس نے حرمت کا حکم نہیں دیا اس سے صرف اپنی قومی روایتوں کی وجہ سے اجتناب کرنا تمہارے ایمان کے منافی ہے۔ دیکھو اللہ نے تم پر مردار حرام کیا ہے۔ (جس کی مزید شرح سورۃ المائدہ میں آئے گی۔) یعنی جو جانور خود اپنی طبعی موت مر گیا وہ مردار ہے اس کو تم نہیں کھا سکتے۔ اسی طرح تلوار کا ایک ہی وار کر کے بکری کی گردن تن سے جدا کر دی جائے جیسا کہ سکھ کرتے ہیں اور خون اندر ہی جم جاتا ہے تو وہ بھی مردار کی حکم میں ہے۔ پھر خون حرام ہے اور سور کا گوشت حرام ہے اور ہر وہ شے بھی تم پر حرام ہے جس کو ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو یعنی کسی بت کے نام پر' کسی صاحب قبر کے نام پر یا کسی اور کے ساتھ منسوب کر کے ذبح کیا گیا جانور۔ وہ چاہے بکری بھیڑ ہی کیوں نہ ہو مگر شرک کی نجاست کی وجہ سے وہ بھی حرام ہے۔ یہ چار چیزیں ہیں جو مستقل طور پر شریعت میں حرام ہیں' یہ تم نہیں کھا سکتے۔ لیکن اس میں بھی تمہیں یہ رعایت دی گئی ہے کہ اگر کوئی اضطراری کیفیت میں آ جائے یعنی جان پر بنی ہو اور کھانے کو کوئی حلال چیز نہیں ہے اور کوئی مردار پڑا مل گیا ہے تو وہ کھا سکتا ہے اور جان بچا سکتا ہے لیکن یہاں دو شرطیں ہیں۔ اول یہ کہ حالت اضطراری اور ہو بھوک سے جان نکل رہی ہو۔ دوم اس شے کے کھانے میں رغبت نہ ہو بلکہ وہ بادلِ نخواستہ بڑی ہی کراہت اور ناپسندیدگی کے ساتھ کھا رہا ہو اور صرف اپنی ضرورت کی حد تک کھائے پیٹ نہ بھرے بلکہ صرف جان بچانے کے لئے کھائے۔ یہ دونوں شرطیں پوری ہو جائیں تو کھانے والے پر کوئی گناہ نہیں۔ یقیناً اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا' رحم فرمانے والا ہے۔

اگلی آیات میں فرمایا کہ وہ لوگ جو چھپاتے اس چیز کو جو اللہ نے کتاب میں اتاری ہے صرف دنیا کمانے کو۔ یعنی اپنی طرف سے کوئی فتویٰ لکھ کر دے دیا کہ یہ اللہ کا حکم ہے اور نذرانہ لے لیا تو انہوں نے بڑی معمولی سی قیمت پر اللہ کے دین کو فروخت کیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے پیٹوں میں آگ کے انگارے بھر رہے ہیں۔ اللہ قیامت کے روز ایسے لوگوں سے نہ بات کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت دے کر گمراہی خرید لی ہے یعنی مغفرت کو چھوڑ کر اللہ کا عذاب قبول کر لیا ہے تو کتنا صبر ہے ان کا آگ کے معاملے میں۔ اللہ نے کتاب اور شریعت حق کے ساتھ نازل کی ہے اور جو لوگ اب اس شریعت کے اندر خواہ مخواہ کا تفرقہ ڈالتے ہیں اور اختلاف پیدا کرتے ہیں یقیناً وہ ضدم ضدا میں لگے ہوئے ہیں اور فضول ڈھٹائی کے ساتھ بڑی دور کی بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ جن کا دین و آخرت سے کوئی تعلق نہیں۔

☆☆☆

سات ہلاک کرنے والی چیزیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا ھُنَّ قَالَ الشِّرْکُ بِاللّٰہِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰو وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سات ہلاکت والی چیزوں سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کی اے اللہ کے رسول ﷺ وہ کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ''اللہ کے ساتھ (ذات وصفات واختیارات) میں کسی کو شریک کرنا' جادو کرنا' ناحق کسی انسان کو قتل کرنا' سود کھانا' یتیم کا مال کھانا' جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا اور اللہ کی پاک دامن بھولی بھالی بندیوں پر زنا کی تہمت لگانا''۔

آج کے دور میں انسانوں کی ہلاکت کے پیمانے بدل گئے ہیں۔ آج تو اللہ کے دین کے لئے کوئی تکلیف اٹھانا یا جان دینا اور دنیاوی مال ومنال نہ ملنا' ہلاکت سمجھا جاتا ہے حالانکہ اصل انسانی ہلاکت اس کے اخلاق اور ایمان کی ہلاکت ہے اور اصل گھاٹا آخرت کی زندگی کا خسارہ ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ان چیزوں کو مہلک قرار دیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی سرکشی اور آخرت میں تباہی کا ذریعہ ہیں۔ آج تو مسلمان بھی ان چیزوں میں ہلاکت نہیں سمجھ رہے اور ان تمام بیماریوں میں مبتلا رہ کر صرف خواہشات نفس کا سامان کر رہے ہیں۔ کھلم کھلا شرک ہو رہا ہے۔ جادو کا رواج عام ہے اور انسان کو قتل کر دینا تو آج بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ اسی طرح سود کتنے جتن کر کے حاصل کیا جاتا ہے اور یتیم کا مال تو آسان ترین ذرائع آمدن میں سے ہے۔ جنگ کی نوبت ہی نہیں آتی جو اللہ کے دین کے لئے ہو۔ جبکہ معاشرے میں کسی پر بہتان باندھنا تو آج ہر محفل کے لوازمات میں شامل ہے۔

اداریہ

حافظ عاکف سعید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جشن بہاراں کی تیاریاں!!

مملکت خداداد پاکستان میں سرکاری سرپرستی میں جشن بہاراں منانے کی تیاریاں زور پکڑ رہی ہیں۔ اس خوشنما عنوان کے پردے میں دراصل ''بسنت کا تہوار'' پورے زور و شور سے منانا پیش نظر ہے جسے اب گزشتہ کئی سالوں سے سرکاری سرپرستی کا لبادہ اوڑھا کر اس ''رنگا رنگ اور پُر لطف تہوار'' کو دو آتشہ کر دیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ معاملہ دو اعتبارات سے نہایت تشویش کا موجب ہے:

ایک یہ کہ اس طرح کے رنگا رنگ جشن منانا جس میں اسلامی اقدار کو پاؤں تلے روندا جاتا ہو۔ مرد و زن کی مخلوط محفلوں اور ہلڑ بازی کے ذریعے بے حیائی کو فروغ ملتا ہو' ہرگز مسلمانوں کے شایانِ شان نہیں ہے —— اس معاملے کی سنگینی اس اعتبار سے دو چند ہو جاتی ہے کہ جشن بہاراں کے نام سے جس تہوار کو مسلمانانِ پاکستان منانے چلے ہیں وہ بنیادی طور پر ایک ہندوانہ تہوار ہے جس میں ان کی تہذیب و ثقافت کی پورے طور پر عکاسی ہوتی ہے —— کیا آج بسنت کے تصور کے ساتھ بے حیائی' ہلڑ بازی' موسیقی' رقص و سرود اور شراب لازم و ملزوم کا درجہ نہیں رکھتے۔ ان چیزوں کا اسلامی معاشرت سے کیا تعلق ہے' کیا واسطہ ہے؟ ہم اس نوع کے تہوار اور جشن منا کر شاید اپنے ازلی دشمن بھارت کے ہندوؤں کو یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ 1947ء میں ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جو خونی لکیر کھینچی گئی تھی وہ غلط تھی' ہماری تہذیب' ہمارا کلچر اور ہماری ثقافت ایک ہی ہے' اسلام کے نام پر ہم نے ملک حاصل ضرور کیا تھا' بھارت ماتا کے ٹکڑے کروانے کی غلطی بھی ہم سے سرزد ہوئی لیکن اسلام کے ساتھ ہمارا تعلق برائے نام ہے' اسلامی اقدار کی ہماری نگاہ میں پرکاہ کے برابر وقعت نہیں اور ہم جب چاہیں انہیں پوری ڈھٹائی کے ساتھ پاؤں تلے روند ڈالتے ہیں۔ علامہ اقبال نے ہمارے اس منافقانہ کردار کا جو نقشہ پچھلی صدی میں کھینچا تھا کیا آج ہم اس کا مصداقِ کامل نہیں ہیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود!

بسنت کے حوالے سے ایک تاریخی روایت کا بھی ان دنوں خاصا چرچا ہے' جس کے مطابق یہ تہوار دراصل ایک شاتمِ رسول لالہ حقیقت رائے کی یاد میں منایا جاتا ہے جسے رسالت مآب ﷺ کی شان میں گستاخی کے جرم میں مغلیہ دور میں گورنر زکریا خان 1747ء میں پھانسی دی تھی۔ (بحوالہ پنجاب انڈر دی لیٹر مغلو۔ مصنف: ڈاکٹر ایس پی نجار) کیا اس تاریخی روایت کے منظر عام پر آنے کے بعد بھی مسلمانانِ پاکستان کے لئے بسنت منانے کا کوئی جواز باقی رہ جاتا ہے——!!

جشن بہاراں یا جشن بسنت کے حوالے سے ایک دوسرا پہلو بھی ہے جو ہمارے نقطہ نگاہ سے کم تشویشناک نہیں ہے۔ پاکستان کو داخلی اور خارجی محاذوں پر جن مشکلات اور خطرات کا سامنا ہے وہ ہرگز اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کسی جشن کا سوچا بھی جا سکے۔ حالات کی نزاکت کا ادنیٰ درجے میں شعور رکھنے والا شخص بھی اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ ہم اپنی تاریخ کے نازک ترین موڑ پر کھڑے ہیں۔ 11 ستمبر 2001ء کے بعد ہم اپنی آزادی امریکہ کے ہاتھ گروی رکھ چکے ہیں۔ ہم یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ امریکہ کے تابع مہمل اور بے دام غلام بننے کا بھاری معاوضہ ہمیں کشمیر کاز اور ایٹمی صلاحیت کی حفاظت کی کامل ضمانت کی صورت میں ملے گا۔ ملک کی تقدیر کے ٹھیکیداروں نے یہ ضمانت بھی دی تھی کہ امریکہ بہت جلد افغانستان میں اپنے مقاصد کے حصول کے بعد خطے سے نکل جائے گا۔ لیکن ملک کی تقدیر پر قابض ٹھیکیدار اب سب کچھ ہاتھ سے نکلتا دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ''ہم کوشش کر رہے ہیں کہ عراق کے بعد پاکستان کی باری نہ آئے''۔ سرزمین پاکستان پر ایف بی آئی کی آزادانہ اور من مانی کارروائیاں پہلے ہی حکومت پاکستان کی بے بسی کی واضح غمازی کرتی ہیں ؎ ''ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی''۔ گویا داخلی خود مختاری اور قومی آزادی سے محرومی کا عملی اعتراف کرنے کے بعد صدر پرویز مشرف قوم کو یہ مژدہ سنانے پر خود کو مجبور پاتے ہیں کہ پاکستان کی سالمیت شدید خطرے سے دوچار ہے۔ ہمارا وہ ''دوست'' جس کی خاطر ہم نے اسلام کے اصولوں سے غداری اور اپنے مسلمان بھائیوں کے خون سے ہولی کھیلی' عراق کے بعد اس کا اگلا ٹارگٹ پاکستان ہی ہے!! ان حالات میں جشن منانے کی بات کرنا بھی حقائق کو منہ چڑانے اور خود فریبی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اس وقت قوم کو ''جشنِ بہاراں'' کے کھلونے سے بہلانے کی نہیں' خوابِ غفلت سے بیدار کرنے اور حقائق کے مواجھہ کی تعلیم دینے کی ضرورت ہے۔ بحیثیت مسلمان ہم سب کا اور بالخصوص ہمارے حکمرانوں کا اولین فرض ہے کہ ان حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے قرآن و سنت کی رہنمائی میں سر جوڑ کر اپنا لائحہ عمل طے کریں' اجتماعی توبہ کی طرف قوم کو متوجہ کریں' اپنا قبلہ درست کریں اور اللہ کے دین کی نصرت و اقامت کے لئے بھرپور طور پر سرگرم عمل ہو جائیں تاکہ اللہ کی نصرت و تائید ہمیں حاصل ہو سکے۔ بصورتِ دیگر اگر ہمارے یہی لچھن رہے تو اللہ کی طرف سے سزا کا بھرپور کوڑا اب ہماری پیٹھ پر برسنے کو ہے۔ اعاذنا اللہ من ذلک

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

جلد 12 شمارہ 4

23 تا 29 جنوری 2003ء

(۱۹ تا ۲۵ ذوالقعدہ ۱۴۲۳ھ)

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر: حافظ عاکف سعید

نائب مدیر: فرقان دانش خان

ادارۂ تحریر: سید قاسم محمود' مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان' محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد مختار' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67-گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ : 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک ...... 250 روپے

بیرون پاکستان

☆ یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ

.... 1500 روپے

☆ امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ

.... 2200 روپے

مولانا حسین احمد مدنیؒ جناب مجید نظامی اور یہ خاکسار

بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا جناب مجید نظامی کے ایک تبصرے پر جوابی مضمون
جو 18 جنوری کے نوائے وقت میں شائع ہوا

گزشتہ ماہ دسمبر کے آغاز میں جب عزیزم ڈاکٹر عامر عزیز خاں مسلسل ایک ماہ تک ایف بی آئی کی شدید ترین تفتیش سے چھٹکارا پا کر واپس تشریف لائے تو لاہور میں ''ادارۂ ہم سخن ساتھی'' کی جانب سے ان کے اعزاز میں ایک تقریب لاہور کے ایک بڑے ہوٹل میں منعقد ہوئی۔ میرا اس ادارے کے ذمہ دار حضرات کے ساتھ کوئی ذاتی تعارف نہیں تھا۔ لیکن عزیزم عامر عزیز کے اصرار پر میں بھی حاضر ہوا' اور صحیح اطلاع نہ ہونے کے باعث قدرے تاخیر سے پہنچا۔ اس وقت تقریب بھرپور طور پر جاری تھی لہٰذا میں خاموشی سے پچھلی کرسیوں پر بیٹھ گیا ـــــ لیکن عزیزم عامر آئے اور مجھے ڈائس پر لے گئے ـــــ حالانکہ مجھے حجاب سا بھی محسوس ہوا کہ اس وقت لاہور کی بعض اہم سیاسی اور دانشور شخصیات سامعین کی قطاروں میں تشریف فرما تھیں! تاہم وجہ اس کی صرف یہ ہے کہ آں عزیز میرے بیٹے ڈاکٹر عارف رشید کے کلاس فیلو ہیں اور اسی نسبت سے میرا ادب اور لحاظ کرتے ہیں!

تقریب پر بڑے جوش و خروش کا عالم طاری تھا۔ عزیزم عامر عزیز کی مدح و ستائش اور ان کی جرأت و شجاعت پر داد تحسین تو فطری تھی ـــ لیکن عام طور پر بھی پاکستان اور اہل پاکستان کی عظمت کے گن گائے جا رہے تھے اور محفل پر بہت یوفوریا کی سی کیفیت طاری تھی ـــــ اس منظر میں جب میری خطاب کی باری آئی تو میں نے ایک جانب تو عزیزم عامر کو خراج تحسین پیش کیا کہ اپنی گرفتاری سے دو دن قبل بھی انہوں نے میرے پاس آ کر متوقع گرفتاری کی اطلاع دے دی تھی اور اس وقت بھی ان کے چہرے پر نہ کوئی خوف تھا نہ ہراس۔ اور پھر واپس آئے تب بھی دو ہی دن بعد میرے پاس آئے تو میں نے دیکھا کہ وہ نہ صرف ہشاش بشاش تھے اور واقعتاً BEAMING FACE کے حامل تھے بلکہ ان کی جسمانی صحت بھی پہلے سے بہتر تھی! ـــــ اور یہ اس لئے کہ عامر صاحب ایمان انسان ہے اور صاحب ایمان کے لئے ﴿لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون﴾ اللہ کا پختہ وعدہ ہے۔ اور عامر کی یہ ایمانی کیفیت براہ راست نتیجہ ہے ان کے تعلق مع القرآن کا۔ جس کے ضمن میں انہوں نے اپنی شدید ترین مصروفیات کے باوجود قرآن اکیڈمی سے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس بھی پاس کیا۔ آخر میں مَیں نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی استقامت کو برقرار رکھے بلکہ توفیق و تیسیر میں مزید اضافہ فرمائے!

تاہم اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ ملت اسلامیہ پاکستان کے ضمن میں جس یوفوریا کا اظہار یہاں ہو رہا ہے وہ قطعاً بے جا (MISPLACED) ہے۔ مجھے تو اس وقت ملت اسلامیہ عربیہ پر تو شدید ترین عذاب کے یقینی سائے نظر آ رہے ہیں اور خود پاکستان کا معاملہ بھی بہت دگرگوں نظر آتا ہے۔ اور یہ سب نتیجہ ہے اس کا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدعہدی اور بے وفائی کی اور جو ملک ہم نے اس کی خصوصی عنایت کے طور پر اس وعدے کی بنا پر حاصل کیا تھا کہ اس میں تیرے دین کا بول بالا کریں گے اور بقول مفکر و مصور و مبشر پاکستان علامہ اقبال' اور بانی و مؤسس و معمار قائداعظم اسے عہد حاضر میں اسلام کی ایک تجربہ گاہ اور اسلام کے اصول حریت و اخوت و مساوات کا نمونہ اور اس طرح پوری دنیا کے لئے روشنی کا مینار بنا دیں گے۔ اس میں نصف صدی سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود ہم نے نہ اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کیا۔ نہ ہی احکام شریعت محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی تنفیذ کی! ـــــ تو یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پر ۱۹۷۱ء میں ''عذاب ادنیٰ'' کا جو کوڑا پڑا تھا ـــــ اب اس کے بعد ''عذاب اکبر'' سر پر کھڑا ہو! (بحوالہ سورۂ سجدہ آیت ۲۱)

میں نے اپنی اس گفتگو میں پاکستان میں اسلام کے قائم نہ ہو سکنے کی ذمہ داری نہ کسی معین شخصیت پر ڈالی تھی نہ کسی خاص جماعت پر ـــ بلکہ میری ساری گفتگو ''ہم'' کے حوالے سے رہی۔ لیکن جناب مجید نظامی نے جو اس محفل کے صدر تھے شاید میرا اشارہ مسلم لیگ اور اس کی قیادت کی جانب سمجھا۔ لہٰذا انہوں نے اپنے صدارتی خطاب میں ـــــ میری اس بات کی تو تائید کی کہ واقعتاً بہت خراب حالات پیش آنے والے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ ـــــ ''(روایت بالمعنیٰ) اس کے ذمہ دار ڈاکٹر صاحب بھی ہیں۔ وہ جس جماعت کے رکن رہے وہ قیام پاکستان کی مخالف تھی! ـــ قائداعظم نے تو بہت چاہا کہ مولانا مودودی سے کام لیں لیکن وہ اپنے ''ویٹو'' پر مصر رہے! ـــــ ڈاکٹر صاحب ایک جانب اقبال کے شیدائی ہیں تو دوسری جانب مولانا مدنی کے ''پیروکار'' ہیں۔ حالانکہ مدنی اقبال' قائد اعظم اور پاکستان کا مخالف تھا! ـــــ حیرت ہے کہ یہی معاملہ فرزند اقبال ڈاکٹر جاوید اقبال کا بھی ہے کہ وہ بھی کہتے ہیں کہ اقبال بھی ٹھیک تھا' اور مدنی بھی ٹھیک تھا!''۔ یہ سب کچھ فرما کر جب نظامی صاحب اختتام تقریب پر کھانے کی میز کی طرف بڑھ رہے تھے تو میں نے عرض کیا کہ نظامی صاحب میں مولانا مدنی کا ''پیروکار'' کبھی نہیں رہا اس پر مزید ناراضی کے انداز میں ایک جانب تو مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: ''آپ اپنے خطابات جمعہ میں مدنی کی تعریف کرتے ہیں۔ میں نے اسی لئے آپ کے پیچھے جمعہ پڑھنا چھوڑ دیا!'' ـــــ اور دوسری جانب نوائے وقت کے رپورٹر حضرات کو حکم دیا کہ ''نوٹ کر لو ڈاکٹر صاحب مدنی سے اظہار براءت کر رہے ہیں۔ اور اسے نمایاں طور پر شائع کرو!'' ـــــ مجھے یقیناً جناب نظامی صاحب کے اس انداز پر حیرانی ہوئی تھی جسے اخبار نے یوں شائع کیا کہ ''ڈاکٹر صاحب خالی خالی نظروں سے دیکھتے رہ گئے!''

عام لوگوں کے لئے تو یہ واقعہ یا حادثہ ایک عام سے جھٹکے کی حیثیت رکھتا تھا جس میں میری کچھ سبکی ہو بھی گئی تھی تو ایسی کوئی بڑی بات نہ تھی ـــــ لیکن ملک کی مذہبی صحافت نے اسے ایک موضوع بنا لیا۔ اور مختلف مسلکوں کے جرائد نے اس میں اپنے اپنے انداز میں رنگ بھرے ـــــ ان میں سے دوسرے حلقوں سے تو مجھے کوئی شکایت نہیں ہے لیکن دیوبندی حلقے کے بالخصوص ان لوگوں نے جنہیں مولانا مدنیؒ سے والہانہ محبت اور عقیدت ہے میرے طرز

عمل کو مولانا کی توہین سمجھا اور نہ صرف یہ کہ مجھ پر لعن طعن کیا بلکہ میری نیت تک پر حملہ کیا۔۔۔۔ بنابریں اس معاملے میں میری جانب سے وضاحت ضروری ہے!

جہاں تک مولانا مدنیؒ کے ''پیروکار'' نہ ہونے کا تعلق ہے یہ محض ''اظہارِ واقعہ'' ہے' ''اعلانِ براءت'' نہیں! میں کسی دینی مدرسے کا طالب علم نہیں کہ مجھ پر دیوبندی یا بریلوی یا اہلِ حدیث کی چھاپ ہو۔۔۔۔ پھر اپنے ہائی سکول کے زمانے کے نیم شعوری دَور میں مَیں علامہ اقبال کی شاعری کا شیدائی اور تحریک پاکستان کا ننھا کارکن اور مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا فعال ورکر رہا۔ یہاں تک کہ میں حصار ڈسٹرکٹ مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کا جنرل سیکرٹری تھا اور اسی حیثیت سے میں نے مسلم اسٹوڈنٹس فیڈریشن کے اس عظیم اجلاس میں شرکت کی تھی جو ۱۹۴۶ء میں حبیبیہ ہال' اسلامیہ کالج' لاہور میں منعقد ہوا تھا اور جس میں قائد اعظم بھی تشریف لائے تھے۔۔۔۔ اس دَور میں مَیں اقبال اور قائد اعظم کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ابوالاعلیٰ مودودی سے تو کسی قدر واقف تھا' مولانا مدنیؒ کے تو نام سے بھی آشنا نہ تھا۔۔۔۔ لہٰذا ''پیروکاری'' خارج از بحث ہے!۔۔۔۔ قیامِ پاکستان کے بعد یہاں اسلامی دستور کا مطالبہ لے کر مولانا مودودی کھڑے ہوئے تو یہ معنوی اعتبار سے تحریک پاکستان ہی کا تسلسل تھا لہٰذا میں نے نوجوانی کی عمر کے دس سال پوری تن دہی کے ساتھ انتہائی فعال حیثیت میں تحریک جماعت اسلامی کی نذر کئے! اس دَور میں مولانا مدنیؒ نے شدید تنقیدیں مولانا مودودی پر کی تھیں' لہٰذا میری زندگی کا یہ دَور بھی مولانا مدنیؒ کی ''پیروکاری'' سے خالی ہے' (اگرچہ بحمد اللہ' اللہ تعالیٰ نے مجھے اوائل عمر ہی سے اندھی عقیدت اور تقلیدِ اعمیٰ سے بچائے رکھا ہے' جس کی ایک مثال یہ ہے کہ جس وقت مولانا مدنیؒ کی خود نوشت سوانح حیات ''نقشِ حیات'' کے نام سے طبع ہو کر آئی اور اس پر شدید تنقید مولانا مودودی مرحوم نے اپنے ماہنامہ ''ترجمان القرآن'' میں کی۔۔۔ اس وقت میں اگرچہ مولانا مودودی کا صد فی صد ''پیروکار'' اور جماعت اسلامی منٹگمری (حال ساہیوال) کا امیر تھا' لیکن میں نے جامعہ رشیدیہ منٹگمری سے مولانا مدنیؒ کی کتاب حاصل کی اور اس کا خود مطالعہ کیا۔۔۔۔ اور اس کے نتیجے میں جماعت اسلامی منٹگمری کے ارکان کے اجتماع میں اعلانیہ طور پر کہا: ''اس ضمن میں مولانا نے ناانصافی کی ہے!''۔۔۔۔ میرے اس وقت کے الفاظ زیادہ ہی سخت تھے جنہیں میں اس وقت دہرانا نہیں چاہتا اس لئے کہ مولانا مودودی کو فوت ہوئے ۲۳ برس ہو چکے ہیں یغفر اللہ لنا ولہ!)

۱۹۵۷ء میں مَیں جب جماعت اسلامی سے اس بنا پر علیحدہ ہوا کہ ملکی انتخابات کے میدان اور پاور پالیٹکس کے اکھاڑے میں داخل ہونے کے بعد جماعتِ اسلامی ''منہج نبویؐ'' پر عمل پیرا ''اصولی اسلامی انقلابی جماعت'' کی بجائے ایک ''اسلام پسند قومی سیاسی جماعت'' بن چکی ہے تو اس کے بعد کے پینتالیس برس کے دوران میں صرف اللہ کا بندہ اور رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا ''پیروکار'' ہوں۔۔۔۔ اور اللہ کی کتاب اور سنت رسولؐ میرے رہبر' اور میرا ضمیر میرا ''امیر'' رہا ہے!

البتہ اللہ کا مجھ پر یہ فضل بھی رہا ہے کہ میں اشخاص و رجال کے ضمن میں افراط و تفریط کا کبھی شکار نہیں ہوا کہ ہر محبوب و ممدوح تو مجسم خیر نظر آئے اور اس کی کوئی خامی یا تقصیر دکھائی نہ دے۔۔۔۔ اور جو بھی کسی سبب سے مبغوض ہو جائے وہ مجسم شر نظر آئے اور اس کی شخصیت میں خیر کا کوئی پہلو دکھائی نہ دے! چنانچہ ''حبک الشیء یعمیک ویصم'' تو غالباً حدیثِ نبویؐ ہے ہی' یہی معاملہ ''بغضک الشیء'' کا بھی ہے۔۔۔۔ میرا مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی سیاسی حکمت عملی سے ہمیشہ شدید اختلاف رہا اور تا حال ہے لیکن میں ان کے علم' حلم' تقویٰ و تدین' عبادت و ریاضت' خلوص و اخلاص' اور جہاد حریت کے ضمن میں ان کے مجاہدانہ کردار کا ہمیشہ معترف رہا ہوں اور ان اعتبارات سے میرے دل میں ان کی بہت عزت و عظمت ہے۔۔۔۔ چنانچہ میں ان کا نام کبھی ''رحمۃ اللہ علیہ'' کے الفاظ کے بغیر نہ زبان سے ادا کرتا ہوں نہ قلم سے! جبکہ علامہ اقبال جنہیں میں اپنا فکری مرشد ہی نہیں فکرِ اسلامی کا مجدد تسلیم کرتا ہوں چونکہ وہ دینی اعتبار سے عمل کے پلڑے میں وزنی نہیں تھے لہٰذا ان کے نام کے ساتھ ''مرحوم'' کا وہی لفظ استعمال کرتا ہوں جو خود اپنے والدِ ماجد کے لئے کرتا ہوں۔۔۔۔ (اور اگرچہ ان دونوں کے معنوں میں کوئی فرق نہیں ہے' تاہم الفاظ کے انتخاب کے ضمن میں عام استعمال (USAGE) کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔۔۔۔ چنانچہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' کے الفاظ صرف نبی کریم کے لئے مختص ہیں جبکہ ''علیہ السلام'' دیگر انبیاء و رسل کے لئے' ''رضی اللہ عنہ'' صرف صحابہ کرام کے لئے۔۔۔۔ اور ''رحمۃ اللہ علیہ'' صرف حضراتِ تابعین اور ائمہ دین کے لئے مخصوص ہیں! باقی جملہ مسلمانوں کے لئے مرحوم' یا غفرلہ' کے دعائیہ کلمات کفایت کرتے ہیں!

مولانا مدنیؒ کا قیامِ پاکستان کے بعد کا ایک واقعہ جناب مجید نظامی' اور ان کے طرزِ فکر اور ان کے سے احساسات کے حامل حضرات کے لئے نقل کر رہا ہوں۔ یہ واقعہ مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے صاحبزادے مولانا محمد مالک کاندھلویؒ نے (جو دونوں مولانا اشرف علی تھانویؒ کے حلقے سے تعلق رکھتے تھے' جو مسلم لیگ اور قائد اعظم کے بہت بڑے حامی تھے!) مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیرِ اہتمام منعقد ہونے والی کانفرنس میں سنایا تھا۔۔۔۔ جو جناح ہال لاہور میں منعقد ہوئی تھی۔۔۔۔ اور وہ یہ کہ قیامِ پاکستان کے کچھ عرصے کے بعد ایک بار مولانا مدنیؒ ڈابھیل تشریف لائے جہاں ایک بڑے دینی مدرسے میں ایک نشست میں شریک تھے کہ شرکاءِ محفل میں سے کسی نے پاکستان کا ذکر توہین آمیز انداز میں کیا۔۔۔۔ اور وہ صاحب توقع کر رہے تھے کہ مولانا مدنیؒ بھی پاکستان اور اس کی قیادت پر خوب برسیں گے۔۔۔۔ لیکن جملہ حاضرین (جن میں خود مولانا محمد مالکؒ موجود تھے) حیران رہ گئے جب مولانا مدنیؒ نے فرمایا:

''عزیزم! کسی مسجد کی تعمیر سے قبل ہزار اختلافات ممکن ہوتے ہیں کہ یہاں مسجد کی ضرورت ہے بھی یا نہیں جبکہ قریب ہی میں ایک دوسری مسجد موجود ہے' یا یہ کہ اس کا سائز کیا ہو' محل و مقام کیا ہو' اور تعمیر کس نوع کی کی جائے' لیکن جب مسجد ایک بار تعمیر ہو جائے تو پھر اس کی ایک ایک اینٹ کی حفاظت ہر مسلمان کے ایمان کا تقاضا ہوتا ہے۔۔۔۔ پاکستان کے قیام سے قبل ہمارا اس سے اختلاف تھا' لیکن اب اس کی حفاظت اور اس کی ترقی و استحکام کی کوشش کرنا ہم سب کا دینی فریضہ ہے!''

افسوس ہے کہ حضرت مدنیؒ کا یہ موقف۔۔۔۔ اور اسی سے ملتے جلتے متعدد واقعات جو مولانا ابوالکلام آزاد کے بارے میں بیان ہوئے ہیں ان کی جانب نہ صرف یہ کہ مسلم لیگی حلقوں نے کبھی توجہ نہیں کی بلکہ خود مولانا مدنیؒ کے معتقدین اور نام لیوا طبقے بھی ان کے قبل قیام پاکستان موقف پر تو آج بھی ذہنی و قلبی طور پر پوری طرح قائم اور جازم ہیں۔۔۔۔ لیکن ان کے بعد کے موقف سے اکثر و بیشتر واقف بھی نہیں!

نامے مرے نام

محترم مرزا ایوب بیگ صاحب
السلام علیکم!

محترم مجید نظامی صاحب کو آپ کا ارسال کردہ جریدہ ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' موصول ہو گیا ہے۔ انہوں نے پیامِ اقبال کی موثر انداز میں ترویج اشاعت کے حوالے سے آپ کی کاوشوں کی تعریف کی ہے اور خصوصی شمارہ بھیجنے پر شکریہ ادا کیا ہے۔

مخلص
جاوید علوی
سب ایڈیٹر کوآرڈی نیشن

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ نکاح کے راستے کو آسان بنایا جائے

اسلام میں شادی بیاہ کے ضمن میں خرچ کا بوجھ صرف لڑکے پر ڈالا گیا ہے

شادی و بیاہ کے نام پر ہمارے معاشرے میں رائج رسومات کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں

معاشرتی جبر کے باعث ''جہیز ایک لعنت'' کا نعرہ لگانے والے بھی جہیز دینے پر مجبور ہیں

تقریب نکاح کو سنت کے مطابق منعقد کرنے ہی سے خرابی کی جڑ کٹ سکتی ہے

اسلام کا معاشرتی نظام اور رسوماتِ نکاح

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 17 جنوری 2003ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

شادی و بیاہ کے موقع پر ہمارے معاشرے میں آج جو رسومات رائج ہیں ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ انہی غیر اسلامی رسومات کے باعث آج نکاح جیسا مقدس بندھن ایک بوجھ بن کر رہ گیا ہے۔ جس معاشرے میں نکاح پر غیر ضروری قدغنیں موجود ہوں وہاں زنا کے راستے کھل جاتے ہیں؛ جس کے باعث خاندانی نظام تباہ ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشرہ تعفن کا شکار ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اسلام میں زنا کو نہ صرف کبیرہ گناہوں میں شامل کیا گیا بلکہ اسلامی ریاست کے لئے ایک اہم اصول دے دیا گیا کہ وہ ان راستوں کو بھی بند کرے جو زنا کی طرف لے کر جانے والے ہیں۔ اس لئے قرآن کریم کا حکم ہے ﴿ولا تقربوا الزنی﴾ ''زنا کے قریب بھی مت پھٹکو'' ظاہر بات ہے زنا ایک عمل ہے جس کے کچھ محرکات ہیں؛ اس کے لئے ایک سازگار ماحول ضروری ہوتا ہے۔ اسلام میں ان سب چیزوں کی بندش و ممانعت ہے اور یہ اسلامی ریاست کے اولین فرائض میں سے ہے کہ وہ ایسا معاشرہ قائم کرے جہاں زنا انتہائی مشکل ہو جائے۔

دوسری طرف اسلام ہمیں ہدایت دیتا ہے کہ نکاح کے راستے کو آسان بنایا جائے کیونکہ یہ انسان کا ایک جبلی تقاضا ہے۔ اس دور میں نفسیات کے حوالے سے اس کی اہمیت اور زیادہ منکشف ہو چکی ہے۔ فرائڈ نے واضح کیا ہے کہ جنس انسان کا قوی ترین محرک یا جذبہ ہے۔ بہرحال یہ جبلی تقاضا اللہ نے انسان میں رکھا ہے اور یہ انسانی حیوانی وجود کا لازمی حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نسل انسانی کے پھیلاؤ کا ذریعہ بنایا ہے جو ایک انتہائی اہم معاملہ ہے۔ اسی لئے سورۃ النساء کی وہ آیت جو خطبہ نکاح کا مستقل جز ہے اس میں فرمایا: ''اے لوگو! اپنے اس رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور اس ایک جوڑے سے کثیر تعداد میں مردوں اور عورتوں کو پھیلا دیا۔'' یعنی یہ نسل انسانی کے پھیلاؤ کا ایک راستہ ہے جس کے لئے جائز Channel نکاح ہے۔ اسی لئے اسلام کی تعلیم ہے کہ اس جائز راستے کو آسان بناؤ اور جو راستہ معاشرے کے لئے مہلک ہے اس پر دور دور تک حد بندی قائم کر دی جائے۔ یہ اسلامی حکومت کا ایک اہم فریضہ ہے۔

اس اہم اسلامی معاشرتی اصول کی روشنی میں اگر ہم دیکھیں کہ ہمارا معاشرہ کدھر جا رہا ہے تو بالکل برعکس صورتحال ہے۔ ہمارے ہاں زنا کے محرکات پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ بلکہ حکومت کی سرپرستی میں بے حیائی کو فروغ دیا جا رہا ہے۔ مخلوط محفلوں کا انعقاد ہے۔ مخلوط تعلیم کی طرف لے جانے کی کوشش؛ خواتین کو گھروں سے نکال کر دفاتر، اسکولز، کالجز میں مردوں کے شانہ بشانہ لانا اور اب تو نیشنل اسمبلی میں بھی خواتین کی نشستیں مخصوص کر دی گئی ہیں۔ اس کے برعکس نکاح کرنا اس معاشرے میں نہایت مشکل ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ ''نہ نو من تیل ہو گا نہ رادھا ناچے گی۔'' پہلے منگنی کی تقریبات ہیں پھر جوڑوں اور تحائف کا تبادلہ ہے؛ پھر مہندی، تیل، نکاح، رخصتی اور اتنی زیادہ تقاریب ہیں کہ رخصتی کے بعد بھی لڑکی والے فارغ نہیں ہوتے۔ یہی معاملہ لڑکے والوں کا ہے؛ لڑکے کو بھی اگر شادی کرنی ہے تو ان تقاریب کا حساب رکھنا پڑے گا۔ لاکھوں کا بجٹ ہو تو آدمی سوچے کہ شادی کی جا سکتی ہے۔ ورنہ عمر گزر رہی ہے تو گزر رہی ہے جبکہ غیر شرعی راستے تو کھلے ہی ہوئے ہیں۔

زنا کے راستوں کی دور دور حد بندی اور شادی کے راستے کو آسان بنانے کے ساتھ اسی کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ نکاح میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''اے علی تین چیزیں ایسی ہیں جن میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ نماز کا جب وقت ہو جائے تو ادا کرنے میں؛ جنازہ جب سامنے موجود ہو تو تدفین اور جنازہ پڑھنے میں اور لڑکی کے لئے جب ہم کفو کوئی رشتہ دستیاب ہو تو نکاح کرنے میں''۔

ایک اور حدیث کے الفاظ ہیں۔ حضرت ابو سعید اور حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جس کی اولاد پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے؛ اچھی تعلیم دے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے۔ اگر وہ بالغ ہو جائے اور اس کا نکاح نہ کرے تو بچہ اگر کسی گناہ میں ملوث ہو گا تو اس کا وبال والد پر ہو گا۔''

یہ منطقی تقاضا ہے کہ اگر آپ زنا کے راستے کو روکنا چاہتے ہیں تو دوسرے راستے کو آسان بنانا ہو گا اور اسے سہل بنانے کے حوالے سے حضور ﷺ نے جو اسوہ پیش کیا ہے وہ ہمارے پیش نظر رہنا چاہئے۔ آنحضور ﷺ رحمت للعالمین بن کر آئے۔ آپؐ نے انسانیت کو ان تمام بوجھوں سے نجات دلائی جو اصل میں شیطان کے ہتھکنڈے اور انسان کو راہِ ہدایت سے برگشتہ کرنے کے مختلف انداز ہیں۔ انہی میں شادی بیاہ کے موقع پر رسومات کا بوجھ ہے۔

ان کا بوجھ جب انسان پر آتا ہے تو اس کی شخصیت اس بوجھ تلے دب کر رہ جاتی ہے۔ بیسیوں رسومات ہمیں معاشرتی جبر کی وجہ سے کرنی پڑتی ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ یہ جانتے ہوئے کہ یہ غیر اسلامی ہیں لوگ انہیں کرنے پر مجبور ہیں۔ آنحضور ﷺ نے اپنے عمل سے ثابت کیا کہ شادی کرنا آسان ترین کام ہے۔

اسلام کے معاشرتی نظام میں دوسرا اہم اصول کفالت کا بوجھ ہے جو مرد کے اوپر ہے۔ اب کوئی کہے کہ نہیں دونوں برابر ہیں اور دونوں کو معاشی بھاگ دوڑ میں حصہ لینا چاہئے۔ یہ موجودہ زمانے کے شیطانی نظریات ہیں۔ لیکن اسلام کفالت کا بوجھ لڑکے پر ڈالتا ہے' لڑکی پر نہیں کیونکہ مرد عورت کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے۔ وہ بھاگ دوڑ زیادہ کر سکتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں شادی بیاہ کی تقاریب میں بھی خرچ کا بوجھ لڑکے والوں پر ڈالا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ہمارے معاشرے میں اصل بوجھ لڑکی والوں پر ہے۔

شادی بیاہ کے ضمن میں صرف ایک تقریب ہے جس کا سراغ حضورؐ کی سنت سے ملتا ہے' وہ ہے دعوت ولیمہ کی تقریب جو لڑکے والوں نے کرنی ہے۔ اسلام میں لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نکاح کے موقع پر جو چھوارے اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے وہ بھی لڑکے والے لے کر آتے ہیں۔

تیسرا اصول یہ ہے کہ لڑکی بھی اسلام میں وارث ہے۔ وراثت کے معاملے میں نوع انسانی نے بڑی ٹھوکریں کھائی ہیں۔ کسی معاشرے میں یہ رواج تھا کہ ساری میراث صرف بڑے لڑکے کی ہو گی یا جو زور آور لڑکے ہیں وہ باپ کی وراثت بانٹ لیں گے اور چھوٹے رہ جائیں گے۔ جب کہ لڑکیوں کا تو کبھی سرے سے کسی نے حق مانا ہی نہیں۔ اسلام نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ لڑکی بھی وارث ہے۔ یہ اسلامی معاشرت کا تیسرا اہم اصول ہے۔ اس پر بھی جتنا کچھ ہمارے یہاں عمل ہو رہا ہے' ہمیں خود اپنے گریبانوں میں جھانکنا چاہئے۔ یہاں تک کہ جو لوگ نماز روزہ کے پابند ہیں اور مختلف قسم کے دینی مکاتب فکر میں فعال کردار بھی ادا کر رہے ہیں اس معاملے میں ان کا طرز عمل بھی قابل افسوس ہے۔ چونکہ لڑکی مستقلاً وارث ہے اور اسے وراثت سے حصہ ملے گا۔ اس لئے اسلام میں جہیز کا کوئی تصور موجود نہیں ہے۔ یہ خالص ہندوانہ تصور ہے۔ دراصل ان کے ہاں لڑکی وراثت میں شریک نہیں ہوتی لہٰذا ایک ہی مرتبہ گھر سے دے دلا کر رخصت کر دیا جاتا ہے۔ ہندو فلسفے میں ہے کہ وہ ایک دفعہ جب رخصت کرتے ہیں تو اس یقین کے ساتھ کہ اب لڑکی واپس اس چوکھٹ پر نہیں آئے گی۔ بعض خاندانوں میں تو یہ ہے کہ اگر شوہر مر گیا تو ساتھ وہ بھی ستی ہو جائے گی (یعنی جل مرے گی)۔ ظاہر بات ہے کہ یہ جاہلانہ تصور ہے۔ اسلام نے نوع انسانی کو جاہلیت ہی سے تو نجات دی ہے اور عظمت انسانی سے روشناس کروایا۔

سیرت رسولؐ کے حوالے سے جو ذکر کیا جاتا ہے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت فاطمہؓ کو جہیز دیا تھا دراصل خلاف واقعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جو کچھ اپنی لخت جگر کو دیا اس پر لفظ جہیز کا اطلاق غلط ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی کسی اور صاحبزادی کو تو کوئی ایسی چیز نہیں دی جس پر جہیز کا اطلاق کیا جا سکے۔ یہاں مسئلہ یہ تھا کہ حضورؐ کی حیثیت دہری تھی' آپؐ لڑکی کے والد بھی تھے اور حضرت علیؓ کے ولی اور سرپرست بھی آپؐ ہی تھے۔ اسلامی اصول کے تحت کہ مہر لڑکے کو دینا ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے' صرف گھوڑا ہے یا زرہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ زرہ بیچ دو اور اس سے جو رقم حاصل ہو اس سے حق مہر ادا کرو۔ حضرت عثمانؓ کو معلوم ہوا تو انہوں نے مناسب قیمت پر زرہ خرید لی جو اگرچہ بعد میں تحفۃً واپس کر دی تھی۔ بہرحال اس رقم کے کچھ حصہ سے حضور ﷺ نے گھر کا ساز و سامان جسے ہم جہیز کا نام دے کر اب لاکھوں کروڑوں کا جہیز دیتے ہیں تیار کیا تھا جس میں کھجور کی چھال کا بچھونا' مشکیزہ' تکئے اور چکی وغیرہ شامل ہیں۔ اب اسے آپ جہیز کیسے کہیں گے جبکہ یہ تو حق مہر کی رقم سے خریدا گیا سامان تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اسلام میں جہیز کا کوئی تصور نہیں۔

اسی کو آگے بڑھایئے' اسلامی معاشرت میں برات کا بھی کوئی تصور نہیں ہے۔ عربی زبان میں برات کے لئے کوئی لفظ نہیں ہے' اس لئے کہ ان کے یہاں اس کا رواج ہی نہیں تھا۔ یہ خالص ہندوانہ تصور ہے جو جہیز کے تصور کے ساتھ جڑتا ہے۔ دراصل جب لڑکی کو ایک مرتبہ کچھ دے دلا کر رخصت کریں گے تو اس جہیز کو لے کر جانا ہے اور اس کی حفاظت کے لئے لوگ چاہئیں' کیونکہ پہلے قافلوں پر عام ڈاکے پڑتے تھے۔ لہٰذا اس کی حفاظت کے لئے پوری برادری ساتھ مل کر مضبوط قافلے کی صورت میں جائے اور مال غنیمت لے کر لوٹے۔ یہ ساری چیزیں ان کے معاشرے سے ہم آہنگ ہیں۔ اسلامی معاشرے سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

نکاح سنت رسولؐ ہے تو ہمیں دیکھنا چاہئے کہ آنحضور ﷺ نے اس فریضہ کو کس طور سے انجام دیا؟ سیدھی سی بات یہ ہے کہ مسجد میں جمع ہوں جیسا کہ جامع ترمذی کی حدیث ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا "نکاح کا اعلان عام کیا کرو اور تقریب نکاح مساجد میں منعقد کیا کرو۔"

ساری برادری کو بلانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے' اس حوالے سے ہو سکتا ہے کسی کو اختلاف ہو لیکن حضورؐ کا یہ عمل نہیں تھا۔ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے موقع پر بھی آپؐ نے چند صحابہؓ کو بلایا ہے۔ مسجد میں جمع ہوئے نکاح ہوا اور اُم ایمنؓ کو رات کے وقت حضرت فاطمہؓ کو حضرت علیؓ کے حجرے میں چھوڑ کر آئیں۔ اسوۂ رسولؐ تو یہ ہے۔ اس کے مطابق لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہیں' بس فریقین مسجد میں جمع ہوں وہاں نکاح ہو' ایجاب و قبول ہو' خطبۂ مسنونہ پڑھا جائے۔ (اصل شے ایجاب و قبول ہے) دعا پر وہاں سے فارغ ہوں' لڑکی کو کسی مناسب طریقے سے لڑکے کے ہاں پہنچا دیا جائے اور لڑکا اپنی بساط کے مطابق ولیمہ کرے۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اصلاح الرسوم پر بہت کام کیا ہے' وہ لکھتے ہیں کہ اگر ولیمہ اس نیت سے کیا جا رہا ہے کہ اپنی دولت کا اظہار مقصود ہے تو ایسے ولیمے کا کھانا حرام ہے۔

ولیمہ سنت رسولؐ ہے بعض کے نزدیک واجب ہے۔ لیکن اس میں بھی یہ ہے کہ لڑکے کو اپنی بساط کے مطابق کرنا چاہئے۔ اگر نہ بھی کیا جائے تو عمل نکاح میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔ کیا اس سے آسان کوئی بات ہو سکتی ہے؟ منگنی کے معاملے میں بھی بس دو افراد کے مابین بات ہو گی' اس کے لئے کسی تقریب' دعوت وغیرہ کا اسلامی معاشرت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آج پڑھے لکھے لوگوں میں یہ احساس تو بہت ہے کہ ہم نے شادی کے معاملے میں اپنے لئے خود مشکلات کھڑی کر لی ہیں۔ ''جہیز ایک لعنت'' کا نعرہ تو ہمارے یہاں ایک عام جملہ بن گیا ہے لیکن یہ نعرہ لگانے والوں کا جب اپنا معاملہ آتا ہے تو وہ بھی جہیز دینے پر مجبور ہوتے ہیں۔ یہ ساری باتیں بے معنی ہیں جب تک ہم طے نہ کر لیں کہ ان معاملات کو حضور اکرم ﷺ کے طریقے کے مطابق ہی انجام دینا ہے۔ کیونکہ جب ہم کہتے ہیں کہ نکاح سنت رسولؐ ہے تو اس کے لئے صحیح یہ ہے کہ اسے سنت رسولؐ کے مطابق ہی ادا کیا جائے۔ خرابیوں کی جڑ اسی سے کٹے گی۔ صرف ایک اصول اپنا لیں کہ ہم صرف انہی تقریبات اور رسومات پر اکتفاء کریں گے جن کا حضورؐ اور صحابہؓ کی سیرت میں سراغ ملتا ہو اور باقی سب کو ختم کر دیا جائے۔

ضرورت رشتہ

25 سالہ لڑکی جو کہ سید خاندان سے تعلق رکھتی ہے کے لئے تعلیم یافتہ' برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لڑکی کی تعلیم بی ایس سی' ایم ایڈ ہے۔ خوشحال گھرانے کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: ایم اے حسین' فون: 0432-261403

امریکی عزائم اور عالمِ اسلام

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

عالم اسلام کا بچہ بچہ آج چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ امریکہ ہمارا بدترین دشمن ہے۔ مسلم ممالک کے کونہ کونہ سے اظہارِ نفرت ہو رہا ہے۔ خود امریکہ کے سروے کرنے والے ادارے اس بات کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ نوے فی صد مسلمان عوام امریکہ کو اپنا دشمن سمجھتے ہیں اور اُس کے بارے میں بہت بری رائے رکھتے ہیں۔ البتہ مسلمان حکمران ابھی تک خود فریبی میں مبتلا ہیں یا منافقت کر رہے ہیں اور ظاہر کر رہے ہیں کہ امریکہ کے بعض مطالبات تسلیم کر لئے جائیں تو اُس کا رویہ دوستانہ ہو سکتا ہے جبکہ امریکہ کے مطالبات شیطان کی آنت کی طرح طویل ہوتے جا رہے ہیں اور وہ مسلم ممالک کے سامنے نت نئے مطالبات رکھ رہا ہے۔ مسلمان حکمران اپنے تصورات اور مفادات کے اسیر ہو چکے ہیں اور اقتدار کی ہوس نے انہیں اندھا' گونگا اور بہرا کر دیا ہے اور انہیں کچھ سجھائی نہیں دیتا۔ جہاں تک عوام کا تعلق ہے اُن کی اکثریت سادہ لوح ہے اور وہ سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ یہ سب کچھ بش اینڈ کمپنی کے ذاتی رجحانات اور عقائد کی وجہ سے ہو رہا ہے یعنی امریکہ میں اس وقت بش کی قیادت میں ایسا گروپ برسر اقتدار آ چکا ہے جو اپنے شدت پسندانہ عقائد کی وجہ سے مسلمانوں کے خلاف برسر پیکار ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ امریکہ جب سے سپر پاور بنا ہے اُس نے عالم اسلام کو ہٹ لسٹ پر رکھا ہے جس کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے گزشتہ نصف صدی میں اُس کے عمومی رویے کا ذکر ضروری ہے۔ بیسویں صدی کے آغاز سے ہی امریکہ نے پر پُرزے نکالنے شروع کر دیئے تھے۔ دوسری جنگ عظیم کے اختتام پر امریکہ اور سوویت یونین واضح طور پر سپر پاورز کی حیثیت سے عالمی نقشے پر ابھرے۔ امریکہ کا اولین ہدف چونکہ سپریم پاور آن دی ارتھ (دنیا کی واحد عظیم ترین قوت) بننا تھا لہٰذا اُس نے اُس وقت کی موجود دوسری سپر پاور یعنی سوویت یونین کو اپنا پہلا ٹارگٹ بنایا۔ سوویت یونین 1917ء میں بالشویک انقلاب کی وجہ سے کمیونزم کی آماجگاہ بن چکا تھا اور سوویت یونین کے راستے سے ہی مشرقی یورپ میں کمیونزم چھا گیا تھا چنانچہ امریکہ نے اپنی جدوجہد کا آغاز نظریہ کی بنیاد پر کیا۔ کمیونزم پر ملحدانہ طرز کی چھاپ تھی لہٰذا کمیونزم کے اینٹی مذہب ہونے کی زبردست تشہیر کی اور سچی بات یہ ہے کہ اپنے مقصد کے حصول کے لئے جھوٹی کہانیاں بھی گھڑ لیں جس سے وہ آسمانی مذاہب کے پیروکاروں کو کمیونزم کے خلاف ایک قوت بنانے میں کامیاب ہو گیا۔ امریکہ نے خصوصاً اسلامی ممالک کی مذہبی تنظیموں کو مذہب کے نام پر خوب ایکسپلائیٹ اور اُن کے مذہبی جذبہ کو اشتعال دلا کر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ جب سوویت یونین نے افغانستان میں اپنی فوجیں داخل کرنے کی حماقت کی تو امریکہ کو سنہری موقع ہاتھ لگا۔ افغانستان چونکہ گوریلا جنگ کے حوالہ سے آئیڈیل جگہ تھی اور پاکستان جیسا نظریاتی ملک اُس کا قریبی ہمسایہ تھا امریکہ نے پاکستان کے کندھوں پر بندوق رکھ کر سوویت یونین کے خلاف پراکسی

ابو الحسن

جنگ کی۔ اس جنگ میں مین رول پاکستان نے ادا کیا لیکن امریکہ نے دنیا بھر سے اسلامی تنظیموں کو جنگ میں حصہ لینے کے لئے اُکسایا اور اُن کی مالی اور اسلحی مدد کی۔ اُس کا اصل مقصد چونکہ سوویت یونین کو اس جنگ میں طویل عرصہ تک الجھا کر اُس کو اقتصادی موت سے دوچار کرنا تھا لہٰذا وہ کچھ دیر اپنا کھیل یوں کھیلتا رہا کہ جنگ کے دوران جب مجاہدین بہتر پوزیشن میں ہوتے تھے۔ تو کسی بہانہ سے اُن کی مدد روک لیتا تھا اور جب سوویت یونین مجاہدین کو کچلنے کے لئے زوردار حملہ کرتا تھا تو مجاہدین کو ہر قسم کی مدد پہنچا کر اُن کے حوصلے بلند کرتا۔ ایسے مواقع پر آئی ایس آئی کی عملی مدد بھی حاصل کرتا۔ یہ سلسلہ اُس وقت تک جاری رہا جب تک سوویت یونین اندر سے انتہائی کمزور نہ ہو گیا۔ اب مجاہدین کو سٹنگر میزائل دے کر سوویت یونین کی شکست فاش پر مہر ثبت کر دی گئی۔ سوویت یونین کی توڑ پھوڑ کرنے کے لئے امریکہ نے اُس کی مختلف ریاستوں میں بھی ایک پلان کے ساتھ مختلف باتیں پھیلائیں۔ روس جو سوویت یونین کا سب سے بڑا صوبہ اور اس کی کل آبادی کا 85 فیصد حصہ تھا اُس کے خلاف چھوٹے صوبوں کو بہکایا کہ روس قوت کا اصل مرکز بنا بیٹھا ہے اور چھوٹے صوبوں کے حقوق سلب کئے ہوئے ہے اور پھر یہ کہ پہلے بھی یہ آزاد ریاستیں تھیں جنہیں جبراً روس کے ساتھ جوڑ دیا گیا تھا۔ یہ ویسے بھی ایک حقیقت تھی۔ پھر یہ کہ آزادی کسے بُری لگتی ہے۔ سب سے انوکھا کام یہ کیا کہ خود روس میں اس آئیڈیا کی آبیاری کی کہ یہ ریاستیں جو کبھی روس کا حصہ نہیں تھیں روس کو جونک کی طرح چمٹ گئی ہیں اور اس کا خون چوس رہی ہیں۔ یلسن جس کے بارے میں یہ گمان کیا جاتا ہے کہ وہ امریکی ایجنٹ تھا یا امریکی بہکاوے میں آ چکا تھا اُس نے سوویت یونین کو توڑنے میں آخری وقت اہم رول ادا کیا اور سوویت یونین یوں بکھر گیا جیسے کانچ کا برتن زمین پر گر کر بکھرتا ہے۔ یوں امریکہ نے چالیس پینتالیس سال کی مسلسل جدوجہد سے اپنے اولین حریف کو پچھاڑ دیا۔ سوویت یونین تو امریکہ کا حریف تھا۔ وہ اشتراکی نظریہ پر قائم تھا اور امریکہ و یورپ کی سرمایہ دارانہ جمہوریت کو لعنت قرار دیتا تھا۔ اُس کے خلاف امریکہ نے جو کچھ کیا اُس کی Justification تو پیش کی جا سکتی ہے اور کسی حد تک قابل فہم بھی ہے۔ امریکہ تو اپنے اولین اتحادی مغربی یورپ سے بھی کبھی مخلص نہیں تھا۔ وہ اُسے سوویت یونین کا ڈراوا دے کر احساس دلاتا رہتا تھا کہ یورپ کا تحفظ امریکہ کی عسکری قوت کا محتاج ہے۔ جرمنی میں امریکی فوجیں موجود ہیں۔ فرانس امریکی رویے سے ڈیگال کے دور سے شاکی ہے۔ ایک فرانسیسی صدر نے صدارت سے الگ ہونے کے بعد اپنی زندگی کے آخری دور میں کہا تھا:

People don't know we are at war with USA

راقم کی رائے میں یہ جنگ اب تیز تر ہو گئی ہے اور فی الحال صرف اقتصادی سطح پر ہے۔ یورو کا اجرا اس جنگ کا حصہ ہے۔ یورو کی پیش رفت بہت شاندار ہے اور وہ ڈالر کو مات دے چکا ہے۔ بہرحال یہ سرد جنگ ابھی ایسی سطح پر ہے کہ ایک عام شخص اس کو محسوس بھی نہیں کر سکتا۔ امریکہ بھی اس جنگ کو فی الحال انتہائی نچلی سطح پر اور غیر محسوس انداز میں جاری رکھنا چاہتا ہے۔ امریکہ کا اگلا ٹارگٹ عالم اسلام ہے خصوصاً وہ مسلمان ممالک جو معدنی دولت سے مالا مال ہیں یا اُن میں ایسی صلاحیت کے پیدا ہو جانے کا امکان ہے کہ وہ کل کلاں ایک عسکری قوت بن سکیں۔ امریکہ آنے والے دور میں مستقل طور پر سپریم عالمی قوت کی حیثیت قائم رکھنے کے لئے اور دنیا پر اپنے تسلط کو برقرار رکھنے کے لئے اور دوسروں کے وسائل کی لوٹ مار کرنے کے لئے اپنی یہ حیثیت برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ امریکہ نے گزشتہ نصف صدی میں عالم اسلام کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے' یہ بہت تفصیل طلب مسئلہ ہے لہٰذا ان شاء اللہ اگلے ہفتہ اس پر تفصیلی گفتگو ہوگی۔

(جاری ہے)

حضرت مجدد الف ثانیؒ: مختصر حیات نامہ

پچھلی قسطوں میں آپ نے بادشاہ اکبر کی کہانی سنی۔ اُس کے دینِ الٰہی کی تصویر دیکھی۔ جہانگیر کی مجذوبانہ مذہبیت سامنے آئی۔ جہانگیر کے رجحانات و جذبات پر اکبری ماحول اور ملکہ نور جہاں کی طلسم کاریوں کے دھبے بھی آپ نے ملاحظہ کئے۔ اب حضرت مجدد کی پاکیزہ زندگی اور قرآن و سنتِ رسولؐ کے مقدس سانچوں میں ڈھلے ہوئے آپ کے خیالات و ارشادات کی بھی ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے۔

مختصر حیات نامہ

ابوالبرکات، بدرالدین، شیخ احمد نقش بندی سرہندی، امام ربانی، مجدد الف ثانی، مخدوم شیخ عبدالاحد کے صاحبزادے تھے جو شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے مرید اور خود بھی ایک صاحبِ علم بزرگ تھے۔ تاریخ ولادت 14 شوال 971ھ/1564ء۔ سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد سے حاصل کی اور چند ہی سال میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر سیالکوٹ تشریف لے گئے اور معلومات میں مولانا کمال کشمیری کے سامنے، جو علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی کے بعد استاد تھے، زانوئے تلمذ تہ کیا۔ حدیث، فقہ و تفسیر کے ساتھ ساتھ عربی زبان و ادب کا مطالعہ بھی جاری رہا۔

سترہ سال کی عمر میں آپ علومِ ظاہری سے فارغ ہو کر والد ماجد سے سلسلۂ چشتیہ میں نسبت بھی حاصل کر چکے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہوئے تو پھر سرہند آ کر درس و تدریس کا آغاز کیا، لیکن طلبِ علم کا شوق انہیں پھر کشاں کشاں رہتاس اور جون پور لے گیا۔ آپ آگرہ (اکبر آباد) بھی تشریف لے گئے اور درس و تدریس کے سلسلے میں چند سال آگرہ میں قیام کیا۔ وہاں آپ کے حلقۂ درس نے بہت جلد اتنی شہرت پائی کہ ابوالفضل اور فیضی جیسے اپنے زمانے کے مشہور اور خود پسند ماہرین فلسفہ و منطق بھی آپ کی زیارت کے مشتاق ہوئے۔ یہ دونوں بھائی اکبری فتنے "دینِ الٰہی" کے ہیرو تھے۔

ابوالفضل فلسفے اور منطق کا عاشق تھا۔ ایک مرتبہ فلاسفہ کی تعریف و تحسین اس طرح کی کہ علمائے دین کی توہین ہوتی تھی۔ مجدد صاحب سے برداشت نہ ہو سکا اور فرمایا: "امام غزالی بھی ابتدا میں بڑے منطقی اور فلسفی تھے۔ انہوں نے اپنے رسالے "المنقذ من الضلال" میں تحریر کیا ہے کہ حکماء اور اطباء کے جملہ علوم انبیائے کرام کی تعلیمات سے سرقہ کئے گئے ہیں"۔

جواب میں سنجیدہ علمی تردید کی بجائے ابوالفضل برہم ہو گیا اور اس نے امام غزالی کو سخت وسست کہنا شروع کر دیا۔ حضرت مجدد ناراض ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اگر اہل علم کی صحبت کا ذوق رکھتے ہو تو علماء کی توہین سے زبان روکو"۔ مجدد صاحب اس وقت تو چلے آئے، مگر بعد میں ابوالفضل نے معذرت کی اور سلسلۂ ملاقات پھر جاری ہو گیا۔

یہی زمانہ تھا جب فیضی اپنی بے نقطہ تفسیر "سواطع الالہام" لکھ رہا تھا۔ مشہور ہے کہ اس تفسیر میں حضرت مجدد کی امداد بھی شامل تھی۔ انہی دنوں کا ایک مشہور واقعہ ہے کہ عید کے چاند میں اختلاف ہو رہا تھا۔ شرعی ثبوت سے پہلے

سید قاسم محمود

ہی اکبر نے عید کا اعلان کر کے لوگوں کے روزے تڑوا دیئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ مجدد صاحب اُسی روز ابوالفضل سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے۔ ابوالفضل کو معلوم ہوا کہ حضرت روزے سے ہیں۔ اُس نے وجہ دریافت کی۔ مجدد صاحب نے فرمایا: "چاند کے متعلق اب تک شرعی شہادت مہیا نہیں ہوئی ہے"۔

ابوالفضل نے کہا: "بادشاہ نے خود چاند دیکھا ہے"۔

مجدد صاحب نے بے ساختہ فرمایا: "بادشاہ بے دین ست۔ اعتبارے ندارد" (بادشاہ بے دین ہے۔ اُس کا اعتبار نہیں)

ابوالفضل خفیف سا ہو کر رہ گیا۔ پھر بھی اُس نے پانی کا پیالہ اٹھا کر آپ کے منہ سے لگا دیا، لیکن آپ نے ہاتھ جھٹک دیا اور اُسی وقت غصے میں قیام گاہ پر تشریف لے آئے اور کہلا بھیجا کہ اہلِ علم سے ملاقات کے لئے احترام شرط ہے۔ ابوالفضل کو ندامت ہوئی اور عذر و معذرت کے بعد سلسلۂ ملاقات جاری ہو گیا۔

غرضیکہ قیامِ آگرہ کے دوران آپ کو ان تمام سرچشموں کا علم ہو گیا جن سے اکبری فتنے کی نہریں نکل رہی تھیں۔ آپ کو نہایت قریب سے ان حالات کے مشاہدے اور اُن خیالات و نظریات اور اُن سیاسی و معاشرتی عوامل سے واقفیت پیدا کرنے کا موقع ملا جن کا تعلق اکبر کے عہد اور بالخصوص اُس کے ذاتی حلقے سے ہے۔ قیامِ آگرہ ہی کے دوران میں آپ کے والد ماجد نے آپ کو سرہند طلب کیا۔ آپ واپس تشریف لائے تو آپ کی شادی شیخ سلطان رئیس تھانیسر کی صاحبزادی سے کر دی گئی۔ شادی کے بعد آپ نے ایک حویلی اور ایک مسجد تعمیر کی اور سرہند ہی میں مقیم ہو گئے۔

اس اثناء میں آپ طریقۂ چشتیہ کے علاوہ، جس کی تعلیم آپ نے اپنے والد ماجد سے پائی تھی، طریقۂ سہروردیہ اور طریقۂ قادریہ میں بھی داخل ہو چکے تھے، لیکن اس کے باوجود اطمینانِ کلی سے محروم تھے، مگر پھر 1008ھ/1599ء میں (اکبر کا عہد حکومت جاری ہے) آپ سفر حج کی غرض سے دہلی پہنچے تو آپ کے دوستوں میں سے مولانا حسن کاشمیری نے آپ سے حضرت خواجہ باقی باللہ نقش بندی کے کمالات کا ذکر کیا۔ حضرت مجدد کا اشتیاق بڑھا تو وہ انہیں حضرت خواجہ کی خدمت میں لے گئے۔

خواجہ محمد باقی باللہ کا اثر

اکبری عہد میں علماء و صلحاء کی کمی نہ تھی۔ اُس عہد کے مورخین نے ان کی جو طویل فہرستیں دی ہیں، اُن سے خیال ہوتا ہے کہ اس دور کو علم اور تصوف کا عہدِ زریں سمجھنا چاہئے، لیکن بقول شیخ محمد اکرام (بحوالہ "رودِ کوثر") عام طور پر ان بزرگوں نے عہدِ اکبری کی مذہبی بوالعجبیوں کو روکنے کے لئے کوئی موثر کوشش نہ کی۔ ان میں سے جو غالی وحدت الوجودی خیالات کے تھے (مثلاً شیخ امان پانی پتی کے قبیلہ دار) وہ تو اکبر کی مذہبی اختراعوں میں اُس کے شریک کار ہو گئے۔ جو شیخ عبدالحق محدث کی طرح ان اختراعوں سے متنفر تھے، وہ دربار سے کنارہ کش رہے اور گوشۂ تنہائی میں اللہ اللہ یا درس و تدریس کرنے لگے۔ مخدوم الملک اور شیخ عبدالنبی صدرالصدور کو آپس کی مخالفتوں اور دوسری کمزوریوں نے بے اثر کر دیا تھا۔ جون پور کے ملا یزدی اور پنجاب کے علماء اکبر کی تعزیری کوششوں کا شکار ہو گئے۔ اکبری فتنے کا سدباب اور حالات کی اصلاح کسی سے نہ ہو سکی۔ دربارِ اکبری کے مذہبی رجحانات کے خلاف مستحکم محاذ خواجہ باقی باللہ کابلی نے قائم کیا، جنہوں نے حصولِ فیض اور ارشاد و ہدایت کے لئے ایک زمانہ ہندوستان میں گزارا تھا، لیکن وہ پھر ماوراء النہر گئے اور نقشبندیہ سلسلے میں منسلک ہونے کے بعد عہدِ اکبری کے آخر میں دوبارہ ہندوستان آئے۔

حضرت خواجہ باقی باللہ نے ہندوستان واپس آتے وقت استخارہ کیا۔ استخارے سے معلوم ہوا کہ ایک خوبصورت طوطی جو بہت میٹھی باتیں کرتا ہے، اُن کے ہاتھ میں آ کر بیٹھ گیا۔ وہ اپنا لعاب دہن اُس کے منہ میں ڈالتے

ہیں اور وہ اپنے منقار سے اُن کے منہ میں شکر دے رہا ہے۔

حضرت خواجہ نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ امکنگی سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ طوطی ہندوستان کا جانور ہے۔ ہندوستان میں تمہاری تربیت سے کوئی ایسا شخص تیار ہوگا جس سے ایک عالم منور ہو جائے گا اور تم کو بھی اس سے حصہ ملے گا"۔ (سید ابوالحسن علی ندوی)

خواجہ باقی باللہ اور حضرت مجدد کی ملاقاتوں کا حال مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی یوں بیان کرتے ہیں:

"حضرت مجدد کی تعلیم و تربیت ایسے لوگوں میں ہوئی تھی جو اُس دور کے صالح ترین لوگ تھے۔ گو اپنے گرد و پیش کے فساد کا مقابلہ نہ کر سکتے تھے' مگر کم از کم اپنے ایمان اور عمل کو بچائے ہوئے تھے' اور جہاں تک ہو سکتا تھا' دوسروں کی اصلاح بھی کر رہے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ شیخ کو سب سے زیادہ فیض حضرت باقی باللہ سے پہنچا تھا جو اپنے وقت کے ایک بڑے صالح بزرگ تھے' مگر خود شیخ کی ذاتی صلاحیتوں کا حال یہ تھا کہ جب حضرت موصوف کے ساتھ راہ و رسم کی ابتدا ہوئی تھی' اُسی وقت انہوں نے شیخ کے متعلق اپنے یہ خیالات ایک دوست کو لکھ کر بھیجے تھے' حال ہی میں سرہند سے ایک شخص شیخ احمد نامی آیا ہے۔ نہایت ذی علم ہے۔ بڑی عملی طاقت رکھتا ہے۔ چند روز فقیر کے ساتھ اُس کی نشست و برخاست ہوئی۔ اس دوران میں اس کے حالات کا جو مشاہدہ ہوا ہے' اس کی بنا پر توقع ہے کہ آگے چل کر یہ ایک چراغ ہوگا جو دنیا کو روشن کر دے گا"۔ یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ ہندوستان کے گوشوں میں بہت سے حق پرست علماء اور سچے صوفیہ بھی اُس وقت موجود تھے' مگر ان سب کے درمیان وہ اکیلا شخص تھا جو وقت کے فتنوں کی اصلاح اور شریعتِ محمدیؐ کی حمایت کے لئے اٹھا اور جس نے شاہی قوت کے مقابلے میں یکہ و تنہا احیائے دین کی جدوجہد کی۔"

خواجہ باقی باللہ کو دوبارہ ہندوستان آنے کے بعد چار پانچ سال سے زیادہ کام کرنا نصیب نہ ہوا۔ ان کا طریق کار وقت کے تقاضوں کے لئے خاص طور پر موزوں تھا۔ عام طور پر ہمارے اہل اللہ اربابِ اقتدار سے الگ تھلگ رہے۔ چشتی' سہروردی' قادری سلسلوں کی تمام روایات گوشہ تنہائی میں یادِ خدا کرنے کی ہیں' لیکن اُس وقت دربار شاہی سے بدعت و جدیدیت کی لہریں آ رہی تھیں' جن سے بعض درباریوں کا دین اور طور طریقے بگڑ گئے تھے' بلکہ عوام پر بھی اُن کا اثر ہونا شروع ہو گیا تھا۔ اُس وقت ضرورت اس امر کی تھی کہ اہل اللہ اور اربابِ فیض دربار شاہی اور اربابِ اقتدار سے الگ تھلگ رہنے کی بجائے اُن سے ربط و ضبط پیدا کریں اور اُن خرابیوں کی اصلاح کریں جو اکبر کی مذہبی اور معاشرتی بدعتوں نے پیدا کر دی تھیں۔ چنانچہ حضرت باقی باللہ کی روحانی پاکیزگی اور سربلندی سے انہوں نے اکبر کے اراکین سلطنت مثلاً شیخ فرید' قلیچ خان' صدر جہاں' اور علماء و مشائخ مثلاً حضرت مجدد الف ثانی اور شیخ عبدالحق محدث کو مسخر کیا' اور ملک میں اسلامی روحانیت کی ایک ایسی زبردست لہر دوڑا دی اور اکبر کی براہ راست مخالفت کئے بغیر ایک نئی دینی زندگی کا آغاز کیا کہ اس فضا میں اکبری رجحانات کا فروغ پانا ناممکن ہو گیا۔

حضرت مجدد نے روانگی سفر کی اجازت مانگی تو حضرت خواجہ نے فرمایا "ابھی آئے ہو۔ چند روز فقراء کی خدمت میں بھی رہو"۔ دہلی کے مزید چند روزہ قیام نے آپ کو حضرت خواجہ کے حالات و خصائل کے مطالعے کا مزید موقع دے دیا' جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ بے اطمینانی' جس سے دل میں خلش رہا کرتی تھی' اطمینان سے بدل گئی۔ ادھر حضرت خواجہ باقی باللہ پر بھی آپ کے جذب و شوق اور صدق و صفا کے ساتھ ساتھ اتباعِ شریعت اور حمیتِ دینی کا بڑا اثر تھا۔ پھر جب آپ نے باقاعدہ حضرت خواجہ کے ہاتھ پر بیعت کی تو اُن کے حکم کے مطابق سرہند واپس تشریف لے گئے اور اُس سلسلۂ رشد و ہدایت کی ابتدا کی جو برعظیم پاک و ہند میں مسلمانوں کی حیاتِ ملی کے لئے ایک بڑے فیصلہ کن اور دُور رس انقلاب کا باعث ہوا۔ اس دوران میں آپ حضرت خواجہ باقی باللہ کی دعوت پر ایک مرتبہ پھر دہلی تشریف لے گئے اور چند مہینے اُن کی صحبت میں بسر کئے۔ ظاہر ہے' اُس زمانے میں انہوں نے اپنے مرشد سے بالخصوص اکتسابِ فیض کیا ہوگا' لیکن اس کے بعد پھر آپ کا ان سے ملنا ثابت نہیں' حتیٰ کہ حضرت خواجہ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مجدد اُس وقت لاہور میں تھے' جہاں حضرت خواجہ ہی کی ہدایت پر آپ تشریف لے گئے تھے۔ مرشد کی وفات کا حال سن کر آپ دہلی پہنچے۔ مزار پر حاضری دی اور سرہند واپس آ گئے۔

اب آپ نے اصلاحِ احوال کا طریقہ وہی اختیار کیا جو اُن کے مرشد خواجہ باقی باللہ نے اختیار کیا تھا' یعنی بہت بڑے صوفی اور عالم ہونے کے باوجود وہ اربابِ اقتدار سے الگ تھلگ نہ رہے' بلکہ اپنا اصلاحی پروگرام اور طریقِ عمل تین متوازی شعبوں میں جاری کیا:

(ا) غیر سرکاری سنجیدہ (دانشور) طبقے کی اصلاح

(ب) ارکانِ سلطنت (افسر شاہی) کی اصلاح

(ج) بادشاہ کی اصلاح

ان تینوں شعبوں میں اصلاحات کیونکر نافذ کی گئیں؟

اس کے لئے ملاحظہ کیجئے آئندہ شمارہ۔

تبدیلی کیسے آئے گی؟

☆ ہم پابندِ وقت نہیں

☆ اگر ہم پابندِ وقت بن جائیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ ہم نماز میں دیر سے پہنچتے ہیں

☆ اگر ہم نماز میں وقت پر پہنچنے لگیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ ہم دفتر دیر سے آتے ہیں

☆ اگر ہم دفتر وقت پر آنے لگیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ ہم اپنے ذمے کام لیتے ہیں' وقت پر کر کے نہیں دیتے

☆ اگر ہم وقت پر کر کے دینے لگیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ ہم وقت مقررہ پر قرض ادا نہیں کرتے

☆ اگر ہم ادا کرنے لگیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ ہم نیکی کی باتیں سن کر عمل کا ارادہ کرتے ہیں' مگر کرتے نہیں

☆ اگر ہم نیکی کے وہ کام تو کرنے لگیں جن کا ارادہ کرتے ہیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ ہم کتنی برائیوں سے بچنے کا ارادہ کرتے ہیں لیکن نہیں بچتے

☆ اگر ہم ان برائیوں سے تو بچنے لگیں جن کا ارادہ کرتے ہیں تو تبدیلی آ سکتی ہے

☆ دراصل ہم چاہتے ہیں کہ کافر مسلمان ہو جائیں' بے عمل مسلمان باعمل ہو جائیں' بے نمازی نمازی بن جائیں...... اگر ہم صرف یہ سوچتے رہیں تو تبدیلی کیسے آئے گی؟

رشتے مطلوب ہیں

☆ بیٹا...... عمر 23 سال' حافظ قرآن' ایف اے میں کمپارٹ' ذاتی کاروبار' ارائیں برادری کے لئے درس قرآن دینے کی صلاحیت رکھنے والی دوشیزہ کا رشتہ درکار ہے۔

بیٹی...... عمر 21 سال' میٹرک کے بعد تین سالہ عربی فاضلہ قاریہ کورس۔ تھرڈ ایئر کی طالبہ (قرآن پاک کا درس دینے کی صلاحیت رکھتی ہے) کے لئے رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: معرفت' پنجاب بکڈپو' موتی بازار وزیر آباد۔

فون: 692253-601483

Matrimonial

Software Engineer, Awan, 27years, Sunni, 6Feet, Planning for a Liasion office in Europe/Canada needs a Compatible match from like minded families. The Girl (European Canadian Nationality) should be Master/ Graduate, Sunni, Islamic Minded, Reasonable height and Caring.

Contact: Sardar Awan,
36-K, Model Town, Lahore, Pakistan
Tel: 5869501-2-3
email: anjuman@tanzeem.org

اسلام اور عیسائیت

انٹرنیٹ پر ہونے والا ایک دلچسپ مکالمہ

(دوسرا اور آخری حصہ)

کچھ دنوں بعد دوبارہ رابطہ ہوا

ہیمپ: کیا حال ہیں جناب۔

خٹک: اللہ کا رحم و کرم ہے' ٹھیک ہوں' اپنی سنایئے۔

ہیمپ: ہم کاربن کا ماڈل مان کر دوسرے عناصر کا ایٹمی نمبر معلوم کرتے ہیں' لیکن اللہ نے محمد (ﷺ) کو کیوں ماڈل بنایا ہے؟ اللہ کو اس سے کیا فائدہ ہے؟

خٹک: جناب! اللہ تعالیٰ نے اس دنیا سے ہمیں منتقل کر کے دو میں سے ایک جگہ بھیجنا ہے۔ اب وہ ہمیں جانچنے کے لئے اس دنیا میں بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ ڈیوٹی دے دی ہے کہ وہ دیکھیں کہ کون ہے جو محمد ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلتا ہے اور کون ہے جو نہیں چلتا' فرشتے ہر آدمی کا ہر عمل خواہ چھوٹا ہو یا بڑا' نوٹ کر لیتے ہیں۔

ہیمپ: کس لئے؟ اور اتنی بڑی ہارڈ ڈسک کہاں ہے جس میں اتنا ڈیٹا سیو ہو سکے؟

خٹک: آپ فرشتوں کے قد سے واقف نہیں' ڈیٹا سیو رہتا ہے اور یہ ڈیٹا کبھی ضائع نہیں ہو سکتا۔ (ہولی قرآن' سورۃ کہف آیت 49) اور دوسری بات کہ کس لئے تو بھائی! انعام اس کو ملتا ہے جو انعام دینے والے کو پسند ہو اور جو سچے مسلمان ہوں وہ اسے پسند ہیں اور جو اسے پسند نہیں' انہیں وہ جہنم میں ڈال دے گا ہمیشہ کے لئے وہاں آگ میں جلتا رہے گا۔

ہیمپ: تھوڑی دیر میں مر جائے گا۔

خٹک: نہیں جناب! موت ایک ایسی نعمت ہے جو آپ کو صرف یہاں میسر ہوگی' جہنمی آگ دیکھتے ہی موت مانگیں گے لیکن موت نہیں آئے گی' زندگی کبھی ختم نہیں ہو سکتی بلکہ جسے ہم موت کہتے ہیں دراصل یہ ہماری زندگی کا خاتمہ نہیں' یہاں سے ہمیں شفٹ کر دیا جائے گا۔

ہیمپ: کہاں؟

خٹک: صرف دو آپشن ہیں' جنت یا جہنم.....
آپ نے ایک کا انتخاب کرنا ہے' ویسے ان دونوں جگہوں کے بارے میں تو آپ نے سنا ہی ہوگا۔ کہاں جانا پسند کریں گے؟

ہیمپ: کہیں نہیں' آپ تو بہت چالاک ہیں' کوئی طریقہ (Trick) بتائیں' جنت نہ بھی ملے کہیں اور نکال دو' میرے پاس پچاس ہزار ڈالر ہیں آپ لے لیں۔

خٹک: یار وہاں جنت کے لئے تو ایک ہی طریقہ ہے' وہ ہے پوری طرح اسلام کی قبولیت۔

ٹیلی فون میں شور کے باعث انٹرنیٹ لائن منقطع ہوگئی' دوبارہ کنیکٹ ہونے میں تین منٹ لگے۔

ہیمپ: ویسے میں نے اپنے ساتھیوں سے کہہ دیا ہے کہ میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں' یہ بتائیں یہ شیعہ' وہابی اور سنی کون لوگ ہیں؟

خٹک: آپ ان لوگوں کی بات پر کان نہ دھریں' لگتا ہے آپ کو کچھ پاکستانی ٹکر گئے ہیں۔

ہیمپ: جی ہاں! آپ کون ہیں؟

خٹک: ایسی باتیں کرنے والے پاکستانیوں سے دور رہیں۔ جو آپ سے ایسی باتیں کرے اس سے کہیں کہ میں ویسا مسلمان ہوں جیسے محمد ﷺ کے سچے پیروکار تھے۔

یاہو میسنجر: آپ کی دوست ماریہ لائن پر ہیں۔

ہیمپ: ماریہ لائن پر آگئی ہے۔

خٹک: خوش آمدید ماریہ کیا حال ہیں؟

ماریہ: ٹھیک ہوں' آپ کی آواز بہت ہلکی آرہی ہے۔ آیئے اس دوسرے (بات چیت والے) کمرے میں۔

ہیمپ: ماریہ آج کچھ بدلی ہوئی سی لگ رہی ہے۔

خٹک: مجھے بھی یہی لگتا ہے۔

ماریہ: میں نے پریسٹ والی بات چیت پڑھ لی ہے' ویسے آپ ٹھیک کہتے ہیں' لیکن میں اپنے ماں باپ کا مذہب نہیں چھوڑ سکتی۔

خٹک: آپ پر کوئی زبردستی نہیں۔ میں اپنا فرض پورا کر رہا ہوں۔ آج کیا پڑھا ہے؟

ماریہ: آگ کے رنگوں کا مطالعہ کیا ہے کیمیا میں۔

خٹک: بہت اچھا کیا' کیا آپ کو پتہ ہے کہ آگ کی تپش مختلف ہوتی ہے اور رنگ بھی مختلف ہوتے ہیں؟

ماریہ: جی ہاں۔

خٹک: بغیر دھویں والی آگ زیادہ تپش والی ہوتی ہے یا دھویں والی؟

ہیمپ: جس آگ کا دھواں نہ ہو اس کی تپش تیز ہوتی ہے۔

خٹک: سائنس دانوں کو کب معلوم ہوا؟

ہیمپ: معلوم نہیں لیکن شاید پچھلی صدی میں۔ آگ مختلف رنگ اور مختلف تپش رکھتی ہے۔

خٹک: اسلام میں تپش والی آگ کا ذکر بہت پہلے آچکا ہے۔ ایک مخلوق کو بغیر دھویں والی آگ سے پیدا کیا گیا ہے (سورۃ الرحمٰن 15) آگ کی تپش کے مختلف ہونے کا ثبوت اسلام بہت پہلے دے چکا ہے۔ جہنم کی آگ تیز تپش والی آگ ہوتی ہے' جس کا دھواں نہیں ہوگا اور اس آگ کا اگر اس دنیا کی آگ سے مقابلہ کیا جائے تو اس آگ میں جلنے والے کو نیند آجائے گی۔ بتایئے اگر قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی کتاب ہے تو اسے یہ بات کس نے بتائی؟ کیا آج سے ڈیڑھ ہزار سال سال پہلے انسان آگ کے متعلق اتنا علم رکھتا تھا؟ اب آپ بتایئے کہ ترقی سائنس نے کی یا اسلام Update ہوا؟ جناب! اسلام Most Advance اور Final ہے۔ سائنس Update ہو رہی ہے۔

ہیمپ: میں اس کتاب کا مطالعہ ضرور کروں گا' ویسے کیا اس آگ سے ہم توانائی حاصل کر سکتے ہیں؟

خٹک: اس آگ کی توانائی گناہگاروں کو جلانے پر ہی خرچ ہوگی۔ مسلمان جنت میں ہوں گے۔ وہاں کی زندگی عیش و آرام میں ہوگی اور موت کبھی نہیں آئے گی۔ میں نے کہا نا کہ موت کا جو مطلب عام طور پر لیا جاتا ہے' اس کا کوئی وجود نہیں۔ ہم نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے' اس موت کے بعد ہم دوبارہ اٹھائے جائیں گے اور موت دوبارہ نہیں آئے گی۔ آپ (یعنی ہیمپ صاحب) اگر پوری طرح مسلمان ہو گئے تو ان شاء اللہ جنت میں جائیں گے اور وہاں اللہ تعالیٰ اونچی عمارتوں میں آپ کو جگہ دیں گے۔ وہاں عیش و آرام ہمیشہ کے لئے ہوگا۔ ماریہ جیسے نافرمان لوگوں کا ٹھکانہ ایسی ہی آگ ہے جس کی تمازت دنیا کی آگ سے ستر گنا زائد ہوگی۔

ماریہ: میں اس آگ سے کیسے بچ سکتی ہوں؟

خٹک: مسلمان ہو کر۔

ماریہ: مسلمان تو چار چار شادیاں کرتے ہیں' آپ نے کتنی شادیاں کی ہیں؟

خٹک: (مسکراتے ہوئے) ایک کا ارادہ ہے فی الحال اور چار کی اجازت ہر ایرے غیرے کو نہیں' جو حقوق ادا کر سکے وہ کرے۔

ماریہ: اسی لئے تو امریکی قوانین ایک سے زیادہ شادی کی اجازت نہیں دیتے۔

خٹک: امریکی قوانین تو اپنے شہریوں کو بے وقوف بنانے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ ان قوانین پر میں نے جب بھی تنقید کی ہے' آپ کے امریکی اخبارات نے اسے شائع کرنے سے ہمیشہ یہ کہہ کر معذرت کی ہے کہ "آپ کا موقف درست ہے لیکن......"

ہیمپ: جناب! امریکی قوانین اپنے شہریوں کی آسانی کے لئے بنائے جاتے ہیں اور ان کی باقاعدہ منظوری لینی پڑتی ہے۔ قوانین درست نہ ہوں تو رد (Reject) کر دیئے جاتے ہیں۔

خٹک: کیا خوب بے وقوف بنایا ہے۔ بتایئے عورت کو آوارگی کی ترغیب دینے کا قانون امریکیوں کے مفاد میں کیسے ہو گیا؟

ماریہ: عورت کا جسم عورت کی ذاتی ملکیت ہوتا ہے وہ اس سے جو چاہے کرے' آپ لوگ ایسا کیوں نہیں کرتے؟

خٹک: ایک پستول آپ کی ملکیت ہے' آپ جسے چاہے مار دیں؟ ہم وہاں بہت پہلے پہنچ چکے ہیں جہاں آپ لوگ ابھی آہستہ آہستہ آ رہے ہیں۔

ہیمپ: کیا مطلب؟

خٹک: بطور سائنس دان اس قانون کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ کیا امریکی ایڈز' کینسر جیسی لاتعداد بیماریوں کا باعث بننے والا قانون اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں؟ کتنے معصوم لوگ ہیں امریکا کے!

ہیمپ: کبھی نہیں' ایڈز تو زیادہ تر پھیلتا ہی اس سے ہے' لیکن میں نے کبھی سوچا ہی نہیں تھا۔ میں کیمیا دان ہوں میں نے میڈیکل نہیں پڑھی۔

خٹک: کیا عیسائیت میں زنا جائز ہے؟

ہیمپ: نہیں' زنا تو شاید کسی مذہب میں بھی جائز نہ ہو۔

خٹک: جب سائنس دان اس کے حق میں نہیں' مسلمان' عیسائی اور یہودی اس کے حق میں نہیں' تو پھر یہ قانون کیوں بنایا گیا ہے؟

ہیمپ: یقیناً یہ قانون غلط ہے۔

خٹک: یہ قانون بھی عجیب ہے کہ نکاح کر کے خاتون کے حقوق ادا کرنا چاہیں تو آپ ایک رکھ سکتے ہیں اور بغیر نکاح خواتین کی توہین و حق تلفی کرنا چاہیں تو جتنی مرضی رکھ لیں۔ بتائیں اس وقت امریکہ میں خواتین کی تعداد مردوں کے مقابلے میں کتنی ہے؟

ہیمپ: صحیح معلوم نہیں لیکن خواتین امریکی آبادی کا 55 فیصد ہیں۔

خٹک: اگر امریکی حکومت نے اس قانون کو تبدیل نہ کیا تو 45 فیصد مرد 55 فیصد عورتوں سے شادی کر لیں گے پھر باقی خواتین کس سے شادیاں کریں گی؟ یعنی کہ ایک مرد خواتین کے حقوق ادا کرنا چاہتا ہے' لیکن امریکی قانون اسے حق تلفی پر مجبور کر رہا ہے؟

ہیمپ: آپ امریکہ کیوں نہیں آ جاتے؟ آپ کو ابھی تک امریکی پاسپورٹ جاری کیوں نہیں ہوا؟ تاخیر کیوں ہو رہی ہے؟

خٹک: فارم بھر دیئے ہیں' تصویریں بنوالی ہیں' ابھی فارم اور فیس جمع نہیں کروائی۔

ہیمپ: امریکی کمپنیاں دیوالیہ کیوں ہو رہی ہیں؟

خٹک: یہ تو آپ اپنی حکومت سے پوچھیں' بنیادی وجوہ میں سے سود ایک اہم ترین ریزن ہے۔ سود نہ تو عیسائیت میں جائز ہے' نہ اسلام میں اور نہ ہی اس سے معیشت چلا کرتی ہے' شیئر ہولڈر کمپنیوں کو سود پر قرضہ دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ ایسے مال کو گھٹا دیتا ہے اور کمپنی دیوالیہ ہو جاتی ہے۔ دیکھنا...... ایک ایک کر کے سب کمپنیاں بیٹھ جائیں گی۔

ہیمپ: کیا سود کے بغیر معیشت چل سکتی ہے؟ میرے پاس تین لاکھ ڈالر کے شیئرز ہیں۔ ان کا کیا کروں' منافع تو گھر بیٹھے ملتا ہے۔

خٹک: جی ہاں! سود کے بغیر معیشت اس سے زیادہ ہوگی اور اپنے شیئرز والی کمپنی کے متعلق معلوم کریں کہ کیا کرتی ہے؟ ترجیحاً کوئی اور کام کریں' ملازمت تو آپ کر ہی رہے ہیں۔

ہیمپ: کیا آپ ایسا نظام معیشت ترتیب دے سکتے ہیں جو سود سے پاک ہو؟ اس کے چلنے کی کیا گارنٹی ہوگی؟

خٹک: میں تو نہیں لیکن ہمارے یہاں ایسے علماء موجود ہیں جو یہ کام کر سکتے ہیں' لیکن آپ کی حکومت ایسا کرنے نہیں دے گی اور جہاں تک بات ہے گارنٹی کی تو اس سے پوچھیں (جس نے موجودہ نظام کی گارنٹی دی ہے) کہ یہ کمپنیاں کیوں دیوالیہ ہو رہی ہیں؟

ہیمپ: یار میں کل ہی سارے شیئرز فروخت کر دوں گا۔ یہ بتائیں میں مکمل مسلمان ہو چکا ہوں یا نہیں؟

خٹک: دل سے مسلمان ہو چکے ہیں' زبان سے اقرار کر لیں' ذرا میرے الفاظ (کلمہ طیبہ) دہرائیں۔

صحیح تلفظ پڑھوانے میں آٹھ منٹ لگے

ہیمپ: (کلمہ پڑھ لینے کے بعد) اس کا مطلب کیا ہے؟

خٹک: نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے' محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

ہیمپ: نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے' محمد ﷺ اس کے رسول ہیں۔

خٹک: مبارک ہو' آپ مسلمان ہو چکے ہیں اور آج کے بعد میرے بھائی ہیں' اپنی زوجہ کو بھی اسلام کی دعوت دیں۔

ماریہ: یہ آپ اچھا نہیں کر رہے' میں پولیس کو اطلاع کر دوں گی۔

خٹک: جمہوریت میں ایسا ہوتا ہے' امریکی قوانین میں مذہب تبدیل کرنا جرم نہیں۔ آپ بے شک اطلاع کر دیں۔ آپ کہیں تو پولیس کا ایمرجنسی ٹیلی فون نمبر آپ کو دوں؟ ہو سکتا ہے بھول گئی ہوں' بات چیت کے دروازے کھلے ہیں' اللہ آپ کو ہدایت دے۔

ہیمپ: میرا فیصلہ صحیح ہے' بڑا سوچ سمجھ کر مسلمانیت (یعنی اسلام) قبول کیا ہے۔ یار مسلمان بھائی! کیا میں مسلمان ہو گیا ہوں؟

ٹیلی فون میں شور کے باعث لائن منقطع...... دوبارہ کنیکٹ ہونے سے پہلے بجلی غائب......

خٹک: جی ہاں! ہو تو گئے لیکن آپ مزید کہیں "میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور......

خٹک: ہیمپ صاحب! معاف کیجئے لائن میں کچھ مسئلہ تھا لائن منقطع ہو گئی اور ایک گھنٹے بعد آپ نہیں ہیں۔ آپ مرکزی جامع مسجد کے خطیب کے پاس چلے جائیں اور وہاں سے مزید رہنمائی حاصل کریں اور اگر وہاں کوئی پاکستانی آپ کو شیعہ و سنی کے چکر میں الجھائے تو ایسے پاکستانیوں سے دور رہیں' یا پھر اپنا ایڈریس اور فون نمبر بتا دیں' اللہ ہم سب کو ہدایت دے۔

یاہو میسنجر: جو پیغام آپ بھیج رہے ہیں' وصول کنندہ اس وقت لائن پر نہیں ہیں۔ تاہم جیسے ہی وہ لائن پر آئیں گے' آپ کا پیغام ان تک پہنچ جائے گا۔

(بشکریہ: روزنامہ اسلام)

ضرورت رشتہ

جاٹ خاندان کی 26 سالہ لیڈی ڈاکٹر ایم بی بی ایس جس نے اس سال FCPS-Part-I کا امتحان بھی پاس کر لیا ہے' کے لئے زمیندار دینی گھرانے سے رشتہ مطلوب ہے۔ ڈاکٹر کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: لاہور فون: 0333-4245144

سرگودھا فون: 0451-217906,214704

42 سالہ بیرون ملک پیدا ہونے والے ڈاکٹر کے لئے رشتہ درکار ہے جو فی الحال غیر شادی شدہ ہے۔ محترمہ کا عربی جاننا اور تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ دینی علوم پر عبور ہونا لازمی ہے۔ بیوہ' مطلقہ یا کنواری کی شرط نہیں ہے۔

E-mail:Rishta123@yahoo.com

فون: 5300187

مسلمانانِ عالم کا روزنامچہ

(پیر 13 جنوری تا اتوار 19 جنوری)

جنوری : (افغانستان) صدر حامد کرزئی نے جنگجو
وں کو غیر مسلح کرنے کے لئے چار کمیشن قائم کر
ے...... طالبان تحریک نے تنظیم نو شروع کر دی ہے اور
کرزئی کے خلاف فتویٰ جاری کیا ہے کہ وہ کافر ہیں اور
سانوں پر زور دیا گیا ہے کہ وہ غیر مسلموں کے خلاف
د کریں۔ (بھارت) نئی دہلی میں جمعیۃ العلمائے ہند'
ں انڈیا ایس سی ایس ٹی کنفیڈریشن اور مسلم یونائیٹڈ مورچہ
ے زیر اہتمام کھان پان اجتماع ہوا جس میں ہندوؤں اور
سلمانوں نے اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی برتن میں بڑے خوشگوار
وڑ میں کھانا کھایا۔ ریاست گجرات میں ہندوؤں اور
لیس کی طرف سے مسلمانوں پر ظلم و بربریت کا سلسلہ
اری ہے...... کل جماعتی حریت کانفرنس کے چیئر مین
روفیسر عبدالغنی بٹ نے میر واعظ فاروق اور دوسرے کشمیری
رہنماؤں کے پاسپورٹ ضبط کرنے پر اظہار برہمی کیا اور کہا
ہے کہ مسئلہ کشمیر پر مذاکرات میں بھارت کو پاکستان کی
شمولیت ماننی پڑے گی۔

14 جنوری: (عراق) سعودی عرب' ترکی' چین' ملائشیا اور
عرب لیگ نے عراق پر حملے کی مخالفت کر دی...... عراق پر
ممکنہ حملے کے خلاف برطانیہ میں احتجاجی مظاہرہ۔ وزیر اعظم
ٹونی بلیئر کے اقتدار کو خطرہ۔ عراق پالیسی پر برسر اقتدار لیبر
پارٹی میں پھوٹ پڑنے لگی...... صدر صدام حسین نے کہا کہ
صرف ہمسایہ ممالک ہی امریکی فوج کو اپنے اڈے نہ دے
کر امریکی حملے کو روک سکتے ہیں...... صدر بش کے خیال
میں اقوام متحدہ کے معائنہ انسپکٹروں کا کام مکمل ہونا ضروری
ہے اور اُن کے پاس ابھی کافی وقت ہے' اس لئے عراق پر
حملے کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا...... ایٹمی توانائی کے
بین الاقوامی ادارے کے سربراہ ڈاکٹر محمد البرادعی نے یقین
سے کہا ہے کہ عراق کے پاس کوئی ایٹم بم نہیں ہے۔ معائنے
کے لئے ایک سال چاہئے' لہٰذا امریکہ کو چاہئے کہ وہ اقوام
متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں کو یہ جاننے کا موقع دے کہ آیا
عراق کے پاس ایٹم بم ہے یا نہیں۔

15 جنوری : (پاکستان) حکومت نے امریکہ سے پھر کہا
ہے کہ امیگریشن قوانین کی فہرست میں شامل اُن ملکوں سے
پاکستان کا نام نکال دیا جائے جن کے شہریوں پر اپنا نام ہا
رجسٹر کرانا اور نشانات انگشت دینا قانوناً لازمی قرار دیا گیا
ہے۔ امریکہ میں پاکستانیوں نے رجسٹریشن کے پہلے اور
دوسرے روز کچھ خاص توجہ نہیں دی۔ صرف 127
پاکستانیوں نے رجسٹریشن کرائی...... ممتاز عالم دین اور
سابق خطیب شاہی مسجد مولانا عبدالقادر آزاد گزشتہ رات
انتقال کر گئے۔ (انڈونیشیا) ایک ہزار سے زیادہ برقع پوش
خواتین نے مہنگائی کے خلاف مظاہرہ کرتے ہوئے
صدارتی محل پر پتھراؤ کیا۔ خواتین نے بجلی کی قیمت میں
اضافے کے خلاف تیل والے لیمپ اٹھا رکھے تھے۔ بعض
نے ٹیلیفون سیٹ کے ہینڈل' باورچی خانے کے برتن'
کیتلیاں' توے' چمچے اور چولہے اٹھا رکھے تھے۔ انہوں نے
اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے سارے برتن صدارتی محل
کے سامنے پھینک کر توڑ دیئے۔ (عراق) صدر بش نے
پولینڈ کے صدر سے ملاقات کے دوران کہا کہ میں صدام
حسین کی دھوکے بازی اور گیم سے تنگ آ چکا ہوں۔ میں
اُسے لازمی طور پر غیر مسلح کروں گا۔ وقت صدام کے ہاتھ
سے نکل رہا ہے۔ لیکن اقوام متحدہ کے صدر کوفی عنان نے کہا
ہے کہ جنگ کے بغیر بھی عراق کو غیر مسلح کیا جا سکتا ہے۔
ایران اور جرمنی نے اعلان کیا کہ وہ ممکنہ جنگ میں حصہ نہیں
لیں گے۔

16 جنوری : (پاکستان) وفاقی حکومت نے صدارتی
اختیارات کے لئے نوٹیفکیشن جاری کیا ہے' جس کے تحت
گورنروں' تینوں مسلح افواج کے سربراہوں' چیف الیکشن کمشنر
اور چیئر مین فیڈرل پبلک سروس کمیشن کے تقرر سمیت
اسمبلیوں کی برخاستگی اور نگران کابینہ کی نامزدگی کا اختیار صدر
کو حاصل ہوگا۔ صدر مملکت کو یہ اختیارات لیگل فریم ورک
آرڈر (ایل ایف او) کے تحت دیئے گئے ...... گزشتہ روز
ملک بھر میں ہونے والے ضمنی انتخابات میں غیر سرکاری
نتائج کے مطابق قومی اسمبلی کی 10 میں سے چار نشستیں مسلم
لیگ (ق) نے' تین مجلس عمل نے' ایک نشست متحدہ قومی
موومنٹ نے اور ایک آزاد امیدوار نے جیت لی ہے۔
پنجاب اسمبلی کی 10 نشستوں میں سے مسلم لیگ (ق)
کو 7 اور مجلس عمل' چٹھہ لیگ اور ملت پارٹی کو ایک ایک سیٹ
ملی ہے۔ سندھ اسمبلی کی چار سیٹوں پر الیکشن ہوئے جن میں
سے مسلم لیگ (ق) نے تین اور نیشنل الائنس نے ایک
سیٹ جیت لی۔ سرحد اسمبلی کی دو سیٹوں میں سے ایک پر
مجلس عمل اور ایک پر آزاد امیدوار کامیاب ہوئے۔
بلوچستان کی ایک سیٹ پر الیکشن ہوا جو نیشنل الائنس نے
جیت لی۔

17 جنوری : (عالم اسلام) امریکہ نے مزید پانچ مسلم
ممالک کے شہری "خطرناک" قرار دے دیئے۔ اب کویت'
مصر' اردن' بنگلہ دیش اور انڈونیشیا کے شہریوں کو بھی اپنی
رجسٹریشن کرانا پڑے گی۔ پاکستان سمیت 18 ممالک پہلے
ہی ایسے "خطرناک" ممالک کی فہرست میں شامل ہیں۔
(عراق) اقوام متحدہ کے چیف اسلحہ انسپکٹر کی جانب سے
بغداد سے 120 کلومیٹر جنوب مشرق میں اسلحے کے ایک
ذخیرے سے کیمیاوی ہتھیاروں کے 11 خالی شیل برآمد
کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہے۔ امریکی صدر نے یہ خبر سنتے ہی
کہا کہ "ہمارا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا ہے۔" (پاکستان)
برطانیہ نے پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ مقبوضہ کشمیر میں
دراندازی بند کرے اور مسئلہ کشمیر حل کرنے کے لئے
مذاکرات کئے جائیں۔ برطانوی ہائی کمشنر نے کہا کہ گزشتہ
موسم گرما میں صدر پرویز مشرف نے دراندازی روکنے کا
وعدہ کیا تھا' پاکستان اپنے اس وعدے پر عمل کرے۔

18 جنوری : (عراق) صدر صدام حسین نے اپنے ایک
پُر جوش خطاب میں امریکہ کو متنبہ کیا ہے کہ نئے ہلاکو خان
بش امریکہ کی خودکشی ثابت ہوگا۔ لگتا ہے یہودیوں نے
امریکہ کو خودکشی پر مجبور کر دیا ہے۔ امریکہ کو نوشتۂ دیوار پڑھ
لینا چاہئے۔ ادھر امریکا نے کہا ہے کہ سلامتی کونسل کی موجودہ
قراردادیں بھی عراق کے خلاف فوجی کارروائی کے لئے
کافی ہیں۔ سلامتی کونسل نے 27 جنوری کو عراق پر حملے کے
لئے امریکی دباؤ مسترد کر دیا اور فیصلہ کیا کہ حملے کی تاریخ دو
ماہ تک مؤخر کی جائے۔ فرانس اور جرمنی نے حملے کے خلاف
بیان دیا۔

19 جنوری : (پاکستان) صدر پرویز مشرف نے لاہور
میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ
وردی نہیں اتاروں گا' اسمبلی توڑنے کا اختیار بھی میرے
پاس رہے گا۔ دونوں چیزوں میں میرا ذاتی نہیں' قومی مفاد
ہے...... وفاقی کابینہ نے پانچ ارب روپے کی مالیت کے
وزیر اعظم فلاحی پروگرام کی منظوری دی ہے' جس کے تحت
25 لاکھ خاندانوں کو فی خاندان سالانہ ڈھائی ڈھائی ہزار
روپے کی امداد دی جائے گی۔ (انڈونیشیا) امریکہ میں
انڈونیشی باشندوں کی رجسٹریشن کی شرط پر انڈونیشیا نے
امریکہ سے سخت احتجاج کیا اور امریکی قوانین کو یک طرفہ'
عقل سے بالاتر اور ناقابل قبول قرار دیا۔ (عالم اسلام) دنیا
بھر میں عراق پر ممکنہ امریکی حملے کے خلاف مظاہرے۔
پاکستان' مصر' بحرین' جاپان' برطانیہ' امریکہ' آسٹریا' روس اور
دوسرے کئی ملکوں میں لاکھوں افراد جنگ کے خلاف سڑکوں
پر نکل آئے۔

''نومسلم مشاہیر کے تاثرات''

نئی کتاب کا تعارف

موجودہ دور کا سب سے بڑا اور موثر ہتھیار ایٹم بم نہیں' میڈیا ہے' اور اس طلسمی ہتھیار پر بھی صیہونیت اور عیسائیت کا قبضہ ہے۔ یہ دونوں مذاہب سیاسی' اقتصادی اور سائنسی برتری کے ساتھ کرۂ ارض پر قابض ہیں اور دوسری غیر مسلم اقوام (ہندو اور بدھ) بھی ان کی اتحادی ہیں۔ میڈیا کے ہتھیار نے کرۂ ارض کے ہر گھر اور ہر فرد تک اُن کی رسائی آسان بنا دی ہے۔ روشن خیال' ترقی پسند اور آزاد خیال مسلم دانشوروں کی ایک اچھی خاصی تعداد بھی اسلام کے خلاف پروپیگنڈے میں ان کی ہم نوا ہے اور مسلم دنیا کے ذرائع ابلاغ پر بھی یہی لوگ قابض ہیں۔ عیسائی مبلغین کو کھربوں ڈالر فراہم کئے جا رہے ہیں اور مسیحی غیر سرکاری و غیر سرکاری تنظیموں کے نیٹ ورک نے پورے کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

اس کے باوجود سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ہر براعظم میں لوگ بالخصوص تعلیم یافتہ مرد و زن اسلام تیزی سے قبول کر رہے ہیں۔ عیسائی' یہودی' ہندو' بدھ جو بھی اسلام کا مطالعہ کرتا ہے وہ اسلام کا گرویدہ کیوں بن جاتا ہے؟

اس سوال کا جواب کوئی بڑے سے بڑا مسلم مبلغ یا مدیر بھی نہیں دے سکتا۔ اس کا صحیح جواب نومسلم مشاہیر کے تاثرات کا مطالعہ کرنے سے ملتا ہے۔ زیرِ نظر کتاب ''اسلام : ہمارا انتخاب'' میں پچاس نومسلم مشاہیر کی فکر انگیز اور رُوح پرور داستانیں جمع کر دی گئی ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی نو مسلم ایسا نہیں ہے جس نے کسی مسلمان مبلغ کی تبلیغ و کردار سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا ہو۔ سب نے از خود اسلامی کتب کا مطالعہ کر کے اور اپنے اجداد کے مذہب سے اس کا مقابلہ کر کے جانچا' پرکھا' دیکھا ہے۔ مدتوں اپنے ذہن و قلب کو شک و تذبذب کی ترازو میں تولا اور اضطراب کی بھٹی میں خود کو سلگایا ہے' تب جا کر از خود اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ان نومسلموں میں عیسائی بھی ہیں' یہودی بھی' ہندو بھی' سکھ بھی اور تاؤ بھی۔ ان کا تعلق بھارت' امریکا' چین' کوریا' فلپائن' فرانس' سنگاپور' جنوبی افریقہ' پاکستان' اٹلی' انگلینڈ' آسٹریلیا وغیرہ سے ہیں۔ اسلام قبول کرنے والوں میں پادری بھی ہیں' پارلیمنٹ کے رکن بھی' فلمی اداکار اور پروفیسر اور دانشور بھی' صحافی' مصنف اور شاعر و ادیب بھی' ڈاکٹر اور انجینئر بھی۔

ان سب کی تحریروں کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ ''میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟'' اس عنوان کے تحت کراچی کے انگریزی رسالے ''یقین انٹرنیشنل'' میں کوئی 35 سال پہلے نو مسلموں کے قبولِ اسلام کے تذکرے قسط وار شائع ہوتے تھے' جن کے اُردو تراجم پروفیسر عبدالغنی فاروق نے ''ہم کیوں مسلمان ہوئے؟'' کے نام سے کتابی صورت میں شائع کرائے تھے۔ نومسلموں کے تاثرات جمع کرنے کی پہلی کاوش غالباً ایک کتابچہ ''اسلام زندہ باد'' ہے جو علامہ اقبال کی فرمائش پر عبدالمجید قرشی نے اُس زمانہ میں مرتب کیا تھا جب مشہور ہندو صحافی' مصنف اور سیاست دان کنیا لال گابا اسلام قبول کر کے خالد لطیف گابا ہوئے تھے اور علامہ اقبال بھی شاہی مسجد لاہور کی اُس تقریب میں بہ نفس نفیس شامل تھے' جس میں گابا صاحب نے ایک مفصل تقریر میں یہ بتایا تھا کہ میں نے اسلام کیوں قبول کیا؟ یہ تقریر سن کر علامہ صاحب نے عبدالمجید قرشی صاحب سے اپنی اس خواہش کا اظہار کیا کہ ''ہندوستان کے قصبات اور دیہات میں ہزار ہا غیر مسلم اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان از خود مسلمان ہونے والوں سے ملے اور اُن سے قبولِ اسلام کی وجوہات اور اُن کے تاثرات دریافت کر کے ایک کتاب میں جمع کر دے تو اس سے تبلیغِ اسلام کے مقصد کو بے حد تقویت حاصل ہوگی''۔ (28 اکتوبر 1930ء)

''اسلام زندہ باد'' میں آٹھ نومسلموں کے واقعات تھے۔ ڈاکٹر عبدالغنی فاروق نے ''ہم کیوں مسلمان ہوئے؟'' میں 90 نومسلموں کا تذکرہ اور اپنی دوسری تالیف ''ہمیں خدا کیسے ملا؟'' میں 81 نومسلم خواتین کا تذکرہ شامل کیا۔ زیرِ نظر کتاب ''اسلام : ہمارا انتخاب'' میں پچاس نومسلم مرد و زن کے تاثراتی مضامین شامل ہیں جو زیادہ تر بھارت کے انگریزی رسالے ''ریڈیئنس'' میں شائع ہوئے تھے۔ انہیں ملک احمد سرور صاحب نے اردو میں خوبصورتی اور سلاست سے ترجمہ کر کے ماہنامہ ''بیدار ڈائجسٹ'' میں سلسلہ وار شائع کئے' جس کے وہ خود مدیر بھی ہیں۔ سرور صاحب اعلیٰ ادبی و علمی صلاحیت کے حامل ایک بے حد مخلص اور ایثار پیشہ نوجوان ہیں۔ انہوں نے دینی و دعوتی و تبلیغی جذبے کے تحت میڈیکل کی تعلیم ترک کی اور اپنے آپ کو افغان جہاد کی صحافتی خدمات کے لئے وقف کر دیا۔

عصرِ حاضر کے نومسلم مشاہیر کے یہ شاندار اور فکر انگیز مضامین کا اردو ترجمہ کرتے وقت ملک احمد سرور کے دل پر بھی کچھ اثرات وارد ہوئے' جن میں سے ایک تاثر کے بارے میں وہ لکھتے ہیں: ''یہ تحریریں آپ کے اندر بھی اسلام کے مطالعے اور اسلامی احکام پر عمل کرنے کا جذبہ ابھارتی ہیں۔ آپ کی اصلاح کرتی ہیں۔ ضمیر جھنجھوڑتی ہیں۔ آپ کے ذہن میں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اسلام کے دینِ حق ہونے کے بارے میں جو سوالات ابھرتے ہیں' ان کا جواب دیتی ہیں''۔

اگر آپ کے ذہن میں بھی کچھ سوالات ہوں' تو اُن کا جواب غیر مسلموں کی ان تحریروں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ ملنے کا پتہ: ''ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی۔ غزنی سٹریٹ' اُردو بازار' لاہور''۔ قیمت 150 روپے۔

(تبصرہ نگار: سید قاسم محمود)

قرآن آڈیٹوریم' نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں ہر اتوار کو

محترم ڈاکٹر اسرار احمد

''مطالعہ قرآن حکیم کے منتخب نصاب'' کا جو درس دے رہے ہیں

اب ویڈیو سی ڈی (VCD) کی صورت میں دستیاب ہے

- اب تک 46 ویڈیو سی ڈیز تیار ہو چکی ہیں۔
- قیمت فی سی ڈی: 40 روپے
- تمام سی ڈیز کا سیٹ دیدہ زیب سی ڈی کیس میں بھی دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ: **مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن**

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 03-5869501

اُسرہ دادو سندھ کا خصوصی دعوتی و تربیتی اجتماع

اُسرہ دادو سندھ کے زیر اہتمام 2 اور 3 جنوری کو یہ دعوتی و تربیتی اجتماع راقم (ڈاکٹر علی خان لغاری) کے گھر پر منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں شرکت کے لئے امیر حلقہ سندھ بالائی جناب غلام محمد سومرو صاحب سکھر سے اور جناب اعجاز لطیف صاحب امیر مقامی تنظیم ملیر کینٹ کراچی سے خصوصی طور پر تشریف لائے۔ 2 جنوری بعد نماز مغرب پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے تجوید کا پیریڈ ہوا۔ عام طور پر نماز میں پڑھی جانے والی سورتوں کی تصحیح تلاوت جناب احمد صادق سومرو (فارغ التحصیل قرآن کالج) نے کروائی۔ دس رفقاء اور چار احباب نے اس پروگرام میں شرکت کی نماز عشاء کے وقفہ سے یہ پروگرام رات دس بجے تک جاری رہا۔

اگلے روز (3 جنوری) نماز فجر کے بعد مسنون دعاؤں کا مذاکرہ جناب غلام محمد سومرو صاحب نے کروایا۔ شرکاء نے ان دعاؤں کو یاد کرنے کی کوشش بھی کی۔ اس کے بعد راقم نے سورۃ الحج کی آیت نمبر 5 کو میڈیکل سائنس کے حوالے سے بیان کیا۔ ناشتے کے وقفے کے بعد گیارہ تا بارہ بجے امیر حلقہ نے آیۃ الکرسی مع ترجمہ سنی اور یاد کروائی۔ نماز جمعہ کے بعد جناب غلام محمد سومرو صاحب نے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف پر مفصل گفتگو فرمائی۔

اس پروگرام کا دعوتی حصہ درس قرآن پر مشتمل تھا جو بعد نماز عشاء ہوا۔ اس درس قرآن کے لئے پورے شہر میں تشہیر کی گئی تھی (پروگرام سے قبل بعد نماز مغرب راقم کی جانب سے تناول ماحضر پیش کیا گیا تھا جس میں سب نے بلا تخصیص شرکت کی اور اجتماعی کھانے کی برکت سے مستفید ہوئے) جناب اعجاز لطیف صاحب نے "انسان کی غایت تخلیق اور مؤمن کا طرز عمل" کے موضوع پر ڈیڑھ گھنٹہ تک مفصل خطاب فرمایا۔ اس پروگرام میں ایک سو سے اوپر سامعین جن میں پروفیسرز، ڈاکٹرز، صحافی و دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب شامل تھے، نے شرکت کی اور بڑی توجہ اور دلجمعی سے یہ خطاب سنا۔ دعا پر یہ خصوصی پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: ڈاکٹر علی خان لغاری)

حلقہ گوجرانوالہ کے تحت تفہیم دین کورس

حلقہ گوجرانوالہ کے اسرہ قلعہ کالروالا میں دو مقامات پر سہ روزہ تفہیم دین کورس منعقد ہوئے۔ ایک پروگرام نسیم الرحمٰن ماڈل سکول میں صبح 10 بجے سے دوپہر 1 بجے تک ہوا۔ دوسرا علامہ اقبال کالج میں بعد نماز عشاء منعقد کیا گیا۔

کورس کا آغاز 28 دسمبر صبح دس بجے ہوا۔ تلاوت قرآن حکیم کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت و تربیت جناب خادم حسین نے "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" پر مفصل لیکچر دیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم قرآن کا حق ادا نہیں کرتے، عذاب کے کوڑے ہم پر برستے رہیں گے۔ اسی کے ساتھ انہوں نے سورۃ العصر کی روشنی میں راہ نجات بیان کی اور خاص کر تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کو کرنے کا اصل کام قرار دیا۔ پہلے دن کا دوسرا لیکچر "فرائض دینی کا جامع تصور" پر تھا، جس میں مذہب اور دین کے فرق کو واضح کیا گیا۔

29 دسمبر کو مزید دو لیکچر ہوئے، جن میں لوگوں کے سامنے جماعت کی اہمیت اور منہج انقلاب نبوی ﷺ کو مفصل بیان کیا گیا۔ اس دن کا دوسرا لیکچر نیکی کے تصور اور گناہوں سے بچنے کے بارے میں تھا۔ عشاء کے بعد انہی موضوعات پر علامہ اقبال کالج میں لیکچر ہوتے رہے۔

30 دسمبر صبح 10 بجے تلاوت کے بعد جناب خادم حسین نے مقام بندگی اور مقام عاشقی پر مفصل بحث کی۔ انہوں نے کہا کہ رات کو کھڑے ہو کر عبادت کرنا مقام بندگی ہے جبکہ اللہ کی راہ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر قتال کرنا اور اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا مقام عاشقی ہے۔ دوسرا لیکچر مرکزی ناظم دعوت و تربیت جناب رحمت اللہ بٹر کی خصوصی تقریر تھی، جس کا عنوان "عبادت رب اور کرنے کا اصل کام" تھا۔ ایک گھنٹے دورانیے کا یہ لیکچر دونوں مقامات پر دیا گیا۔ نسیم الرحمٰن ماڈل سکول میں یہ تقریر پنجابی زبان میں تھی۔ جناب رحمت اللہ بٹر نے عبادت اور رب کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے رب کو صرف مسجد کی عبادت تک محدود کر رکھا ہوا ہے، جبکہ وہ تو ہر گوشہ زندگی میں ہوتا ہے۔ لہٰذا چاہئے کہ ہر کام رب کی مرضی کے مطابق ہو۔ دونوں مقامات پر حاضرین کی تعداد 70 سے 90 کے درمیان تھی۔ لوگوں نے یہ پروگرام بہت پسند کئے اور آئندہ بھی ایسے پروگرام کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس موقع پر کتابوں کا سٹال بھی لگایا گیا تھا۔ آخر میں طلبہ میں اعزازی اسناد بھی تقسیم کی گئیں۔

(رپورٹ: شاہد رضا)

تنظیم اسلامی فیصل آباد کا دعوتی دورہ

یہ دعوتی قافلہ جو دس افراد پر مشتمل تھا، 25 دسمبر کو سرگودھا سے روانہ ہوا۔ سندرال، جوہر آباد، خوشاب، مٹھہ ٹوانہ اور ہڈالی کی مساجد میں خطابات کئے گئے۔ اس دوران تقریباً 900 افراد کو دعوت پہنچائی گئی۔ ہڈالی میں کرک کی تبلیغی جماعت کے امیر اور دوسرے ساتھیوں نے بیک زبان کہا کہ واقعتاً ٹھنڈی ٹھنڈی تبلیغ سے کام نہیں بنے گا بلکہ نہی عن المنکر بالید کرنا ہوگا۔ خوشاب میں ایم پی اے کے بھائی فیصل صاحب نے بہت تعاون کیا۔ جوہر آباد میں جناب خالد وسیم نے کافی محنت کی اور کئی جگہ پر خطابات کا بندوبست کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور دین پر استقامت سے نوازے!

قافلہ کی واپسی 30 دسمبر کو عشاء کے وقت ہوئی۔ دیوبندی، بریلوی اور اہل حدیث مسالک کی مختلف مساجد میں بھرپور اجتماعات سے خطابات ہوئے اور تمام حضرات نے ہمارے فکر کی تائید کی۔ (مرتب: ملک احسان الٰہی)

"امریکی عزائم اور عالم اسلام" کے موضوع پر تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام سیمینار

یہود اور ہنود امت مسلمہ کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ انسانی حقوق کی علمبردار مغربی تہذیب مکمل طور پر بے نقاب ہو چکی ہے۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام ہمدرد کانفرنس ہال میں "امریکی عزائم اور عالم اسلام" کے موضوع پر منعقدہ سیمینار میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے اپنے صدارتی خطاب میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ اور برطانیہ یہودیوں کے آلہ کار بن چکے ہیں اور یہود ان کے ذریعے انسانیت کو شرف انسانیت سے محروم کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی مدد حاصل کئے بغیر ان شیطانی قوتوں کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ کی مدد کے حصول کے لئے اجتماعی توبہ اور اسلام کے نظام عدل کو نافذ کرنا ہوگا۔

ممتاز سکالر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر نے کہا کہ جذبہ جہاد کو زندہ کر کے ہی عالم کفر کو شکست دی جا سکتی ہے۔ مغربی اقوام یہود کی غلام بن چکی ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف مغربی دنیا کی دشمنی اور نفرت یہودی سازش ہے۔ ایمان کی طاقت اور جدید اسلحہ کی فراہمی ہی سے مسلمان دنیا میں سربلند ہو سکتے ہیں۔

امیر تنظیم اسلامی لاہور مرزا ایوب بیگ نے کہا کہ عالم اسلام متحد ہو کر ہی امریکی عزائم کو ناکام بنا سکتا ہے۔ امریکہ عالم اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتا ہے مگر اس کی یہ کوششیں کامیاب نہیں ہوں گی۔ عراق پر ممکنہ امریکی جارحیت درحقیقت تیل پر قبضہ کرنے کا منصوبہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ لبرل ازم اور خواتین کے حقوق کی آڑ میں مسلمانوں کی معاشرت کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔

جمعیت علماء پاکستان نفاذ شریعت کے سربراہ انجینئر سلیم اللہ نے کہا کہ امریکی اقدامات کا اصل ہدف مسلمان ہیں۔ مشرف حکومت نے "سب سے پہلے پاکستان" کا نعرہ لگا کر درحقیقت سب سے پہلے ملک کی خود مختاری اور سلامتی کو داؤ پر لگا دیا ہے۔ اسلامی ممالک کا بلاک قائم کرنے کے لئے پاکستان کو اپنا کردار ادا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کی سرزمین سے امریکی اڈے بند کر کے امریکی عزائم کا مقابلہ کیا جائے۔ پرویز مشرف کا یہ تسلیم کرنا کہ عراق کے بعد پاکستان امریکہ کا ممکنہ ہدف ہے دراصل اپنی تین سالہ پالیسیوں کی ناکامی کا اعتراف ہے، جس پر انہیں مستعفی ہو جانا چاہئے۔

ممتاز کالم نگار اور صحافی عرفان صدیقی خود تشریف نہ لا سکے تاہم موصوف نے اپنی طرف سے ایک تحریر بھجوائی جس میں کہا گیا تھا کہ عالم اسلام کے حکمرانوں نے ہمیشہ امریکی سامراج کی تابعداری اور عوام کے جذبات کو مجروح کرنے کا شیطانی کھیل جاری رکھا۔ سامراجی طاقتوں کو ہر زمانے میں مسلمانوں کے دلوں میں موجزن جذبہ جہاد کو کچلنے کے لئے کوئی نہ کوئی

''اتاترک'' مل جاتا ہے۔ مسلمان اللہ کی حاکمیت پر مبنی نظام حکومت قائم کر کے ہی موجودہ صورتحال سے نکل سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی اصولوں پر مبنی عالمی تحریک برپا کر کے ہی دنیا کو دہشت گردی سے نجات دلائی جاسکتی ہے۔

سیمینار کی جھلکیاں

☆ فرعون کی سرکشی اور قومِ موسیٰ کی بے بسی پر مبنی قرآنی آیات کی تلاوت سے سیمینار کا آغاز ہوا۔

☆ سیمینار کے سٹیج سیکرٹری نعیم اختر عدنان نے ایک موقع پر ایک شعر میں تبدیلی کر کے اسے کچھ یوں پڑھا۔

دیکھا جو مار کھا کے یو این او کی طرف
امریکہ اور او آئی سی کے مشرفوں سے ملاقات ہوگئی

☆ جمعیت علماء پاکستان نفاذ شریعت گروپ کے سربراہ انجینئر سلیم اللہ نے حکومت اور عدلیہ پر کھل کر تنقید کی۔

☆ موسم کی شدت کے باوجود ہال کی تمام کرسیاں سامعین سے پُر تھیں۔

☆ عراق پر ممکنہ امریکی جارحیت کے حوالے سے ایک مقرر نے یہ شعر بھی پڑھا۔

نئے یزیدؔ نئی کربلا ہوتی ہے پیدا
زمانہ ڈھونڈ رہا ہے کوئی نیا شبیر

☆ خواجہ سعد رفیق اور عطاء الحق قاسمی سیمینار میں شرکت کا وعدہ کرنے کے باوجود آخری وقت تک سیمینار سے غیر حاضر رہے۔

تنظیمی اطلاعات

امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید نے مرکزی مجلس عاملہ کے حالیہ اجلاس میں مشورہ کے بعد مندرجہ ذیل انتظامی تبدیلیوں کا فیصلہ کیا ہے:

☆ حلقہ سرحد شمالی آئندہ مالاکنڈ ڈویژن (ماسوائے بونیر) اور باجوڑ ایجنسی پر مشتمل ہوگا اور جناب محمد فہیم امیر حلقہ سرحد شمالی ہوں گے۔ دفتر حلقہ سرحد شمالی تیمر گرہ میں ہوگا۔

☆ حلقہ سرحد جنوبی میں موجودہ شامل علاقہ جات (پشاور اور جنوبی سرحد کے علاقہ جات) اور اضلاع مردان، نوشہرہ، چارسدہ، صوابی کے علاوہ بونیر کا علاقہ بھی شامل ہوگا۔ جناب میجر (ر) فتح محمد امیر حلقہ سرحد جنوبی کے فرائض سرانجام دیں گے۔ دفتر حلقہ سرحد جنوبی نوشہرہ میں ہوگا۔ ١

ضرورت رشتہ

جاٹ خاندان کی 26 سالہ لیڈی ڈاکٹر ایم بی بی ایس جس نے اس سال FCPS-Part-I کا امتحان بھی پاس کرلیا ہے کے لئے زمیندار دینی گھرانے سے رشتہ مطلوب ہے۔ ڈاکٹر کو ترجیح دی جائے گی۔

رابطہ: لاہور فون: 0333-4245144

سرگودھا فون: 0451-217906,214704

نقطۂ نظر ڈاکٹر عبدالخالق

قصوروار کون؟

ندائے خلافت کے شمارہ نمبر 1 مورخہ 8 جنوری 2003ء میں محترم مولانا زاہد الراشدی صاحب کے مضمون ''قصوروار کون؟'' نے اتنا متاثر کیا کہ میں یہ چند سطریں تحریر کرنے پر مجبور ہوگیا۔

مولانا نے آج کے جدید علوم کے علمبردار طبقہ کو بہت ہی مدلل اور مؤثر جواب دیا ہے اور باوجود اس کے کہ میں نہ عالم دین ہوں اور نہ کسی روایتی مدرسے سے تعلیم یافتہ بلکہ علم کے نام پر زیادہ تر ان ''نام نہاد جدید تعلیمی اداروں'' ہی سے استفادہ کیا ہے جن پر آپ نے تنقید کی ہے۔ اس کے باوجود یہ تحریر بہت عمدہ ہے۔

میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ تحریر جدید علوم کے علمبردار طبقے پر ایک ''الزامی جواب'' کی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسے بقول علامہ اقبال۔

کہا اقبال نے شیخ حرم سے تہہ محراب مسجد سو گیا کون؟
نداء مسجد کی دیواروں سے آئی فرنگی بت کدے میں کھو گیا کون؟

یہ بات درست ہے کہ جدید علوم کے نام پر اتنے وسائل خرچ کرنے (جن میں سب سے زیادہ حکومتی وسائل ہی خرچ ہوتے ہیں) کے باوجود ہم ٹیکنالوجی کے میدان میں اتنے پیچھے کیوں ہیں؟ مولانا نے اس پر جدید علوم کے علمبرداروں اور مسلمان حکومتوں اور مسلمان حکمرانوں کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے اور اس کے مقابلے میں دینی علوم کے علمبرداروں نے باوجود وسائل کی کمی اور نامساعد حالات کے قرآن و حدیث کے علم کا سلسلہ جاری رکھا اور آج نہ کسی خطیب کی کمی ہے اور نہ حافظ قرآن کی۔

مولانا نے جدید ٹیکنالوجی میں مہارت کے مقابلے میں عام دینی تعلیم کا حوالہ دیا ہے حالانکہ جدید تعلیم میں مہارت کے مقابلے میں تو دینی علوم میں مہارت کی مثال پیش کی جانی چاہئے تھی۔ جہاں تک عام مروجہ تعلیم کا تعلق ہے اُس کے ذریعے مروجہ حکومتی نظام چلانے والے کارندوں کی ضرورت ہے۔ جو بحسن وخوبی پوری ہو رہی ہے۔ جہاں تک عام ٹیکنیکل علم و مہارت کا تعلق ہے اُس میں تو کہیں کوئی کمی نہیں ہے۔ ہاں البتہ جہاں تک جدید ٹیکنالوجی اور اُس میں تحقیق اور ایجادات اور اُس میں مہارت کا تعلق ہے قریباً تمام ہی مسلمان ممالک اُس میں ''پھسڈی'' ہیں۔ صرف ایک استثنیٰ ہے کہ پاکستان نے کم از کم ایٹمی ٹیکنالوجی میں تو وہ ترقی کی ہے کہ جس کا اعتراف ہمارا دشمن اور مغرب بھی کرنے پر مجبور ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ یہ مہارت بھی ہمیں اللہ تعالیٰ نے خالصتاً معجزانہ انداز میں عطا فرمادی ہے۔ بغیر کسی باقاعدہ منصوبہ بندی اور علم و تحقیق میں عمومی ترقی کے۔

......اس میں کوئی شک نہیں کہ عام دینی علوم کی ترویج کا سلسلہ جاری رہا ہے لیکن جدید ٹیکنالوجی میں مہارت کے مقابلے میں دینی حلقوں نے کون سا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دین کو کس کس نے اور کہاں پیش کیا ہے؟

بعض خودساختہ شرائط کے ساتھ اجتہاد کا دروازہ ہم نے بند کر رکھا ہے۔ طبقہ علماء میں سے کوئی ایسی قیادت اُبھر کر آئی ہے جس نے واقعتاً مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کو متاثر کیا ہو؟ پوری امت مسلمہ ''ایک امام'' سے محروم ہے۔ اس عام دینی علم نے جہاں خطیب اور حافظ فراہم کئے ہیں وہیں بدترین قسم کی فرقہ بندی اور فرقہ پرستی بھی اسی طبقے سے ابھری ہے اور دین کے غلط تصورات کو بنیاد بنا کر تخریب کاری اور دہشت گردی کی ترویج کا باعث بھی یہی طبقہ بنا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ تمام طبقات ایسے نہیں ہیں لیکن جو ہیں اُن کا بھی تعلق تو اسی طبقے سے ہے۔ میں تو محسوس کرتا ہوں کہ ؏

ہم الزام اُن کو دیتے ہیں قصور اپنا نکل آیا

56 کے قریب مسلمان ملکوں میں کہیں بھی طبقہ علماء نے دین کو بطور نظامِ زندگی برپا کرنے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ دور جدید میں اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کہ جس کے ذریعے ہم اسلام کے زریں اصولوں اخوت و مساوات اور عدل و قسط کا نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرتے ہم ناکام رہے ہیں۔ (ایران میں اسلامی نظام کے نام پر جو کچھ ہوا اُس میں معاشرتی سطح پر تو تبدیلی آئی لیکن معاشی سطح پر سود اور جاگیرداری نظام جاری ہے اور سیاسی سطح پر قرآن و سنت کی بجائے ''رہبر'' کی بالادستی کا طوق بھی موجود ہے۔ گویا فلاحی ریاست کا تصور وہاں بھی عنقا ہے) بلکہ افسوس تو یہ ہے کہ اُس کی اہمیت کا احساس بھی ہمارے طبقہ علماء کے بیشتر حصے میں موجود نہیں ہے۔ الا ماشاء اللہ اگر ہم اپنے معاملات میں خودمختار ہوتے تو یہ جدید ٹیکنالوجی بھی ہمارے ہاتھ میں ہوتی اور اُسے ہم اپنی مرضی سے استعمال کرتے۔ کجا یہ کہ ہم خود اغیار کے زیر تسلط ہیں۔ کرنے کا اصل کام تو دینی حلقوں نے بھی نہیں کیا۔

بری الذمہ کوئی بھی نہیں! ہم سب ''قصوروار'' ہیں۔

materially from its dominant role in politics. Spurred on by the belief that the army is Pakistan's leading institution (an assertion that is true because all other institutions have neither guns nor resources, and are decaying because the army sucks 80% of the vital resources), the generals seek to impose a military structure on the rest of society. That effort includes educational qualifications for officeholders, an attempt to "grow" a new generation of politicians by non-partisan local elections, and a constitutional role for the army in the higher councils of government in the form of a national security council.

The army under General Musharraf has further demonstrated to the US that it is able to demonstrate its brutality for arresting countrymen, invading and demolishing homes like an occupation army and controlling large-scale anti-government demonstrations. Earlier, the army's willingness to turn on its own people had been in doubt. The military is not good enough to defend Pakistan, but the US is now pleased to see it shattering the myth of the power of "the Islamic extremists" to turn out hundreds of thousands of protestors or to disrupt the operation of the state. And that's what the US looked forward to for so many years.

Pakistan is not likely to experience a breakaway ethnic-group situation similar to the East Pakistan movement of 1970. But there is no doubt in its living as a non-existent, weak, failed state, run by a few "liberals" and sell-outs like Hamid Karazai. Similarly, in the presence of this army, an Islamic model for Pakistan can be safely ruled out for the foreseeable future. With the Supreme Court's ruling against the clear injunctions of Qur'an, the stigma attached to Islamic education and the government's crackdown on religious institutions, Islamic movements will suffer considerably. Terrorist incidents will likely to continue in Pakistan and religious movements would have to get the blame for all the wrong that happens in the country.

The military's attempts at defeating *raison d'etre* of Pakistan would lead to Pakistan's failure, which various objective criteria can measure. The region that belongs to Pakistan would play its vital role in the years to come irrespective of Pakistan's survival as a state. The failure seems to be our destiny, although the downward trend in many indicators of state failure can be temporarily halted. In the long run, however, it is not the lack of economic opportunity, the booming birth rate or the weak educational system that could leave Pakistan vulnerable. It would be, in fact, a generation of "moderate" Pakistanis with few prospects for economic advancement that would see the promise of Pakistan as a cruel joke.

Pakistan is in the ambivalent position of having an army that can neither govern nor allow civilians to rule. Whether the army has the conceptual ability to plan a strategy of incremental change that would fundamentally reform Pakistan's ailing institutions is also questionable. All failing states have weak armies; Pakistan's army is strong enough to prevent state failure for some time to come but not courageous enough to stand for the objective of Pakistan or imaginative enough to transform it into a model Islamic state, which are the only pragmatic ways for its sustainability and one of the main parameters for defence.

A truly independent, Islamic Republic of Pakistan is unlikely to emerge until the military and politicians set aside their personal interests and broker some kind of grand accord in the interest of Pakistan. In the invisible conflict of army vs. Pakistan, if Pakistan does not get dissolved, still it will definitely continue as a state that hovers on the edge of true independence and sovereignty for a long time to come. In the final analysis we would come to know that Pakistan was not at war with India or someone else, but its own armed forces.

THE QUEST .info FOR THE JUST WORLD ORDER

"And beware of that temptation to evil which does not befall only those among you who are bent on denying the truth, to the exclusive of others, and know that God is sever in retribution."
Al-Quran (8:25)

The-Quest - For a just Warld Order

The mightiest on earth is the prosecutor, the judge and executor at the same time, out to eradicate anyone who opposes what it proposes. It claims to know the truth and suppress other's free exercise of religion. There is pervasive inequality, unlimited double standards and domination. Private power of an individual or a group because stronger than that of the states itself, most citizens having no way to influence public policy directly or effectively. Invoking democracy and freedom to promote intervention, occupation and gross human rights violations. Certainly not; To abolish liberty is like wishing annihilation of air which is essential to all life. Denying an equal right to independently live their lives leads people into feeling that any response, whatever, is justified against the perpetrators of undue interference, aggression and direct and indirect occupations.

To defend ourselves we need to learn how to tell the whole truth. Some analysts, such as Robert Fisk, Charley Reese, Abid Ullah Jan and others, are courageous enough to tell the whole truth. One would have to go back to the diatribes of Hitler to find comparable bellicosity and cynicism in the lies and provocations employed as justifications for military aggression and violations of accepted international norms.

Visit: **http://www.the-quest.info**

Abid Ullah Jan
(E-mail: abidjan@tanzeem.org)

Pak Army Vs Pakistan

The armed forces shoulder a major responsibility for the present and future state of Pakistan for its staying in power, or behind the power, for most of the time since 1947. Before assessing our armed forces role in defending, decaying or disintegrating Pakistan, we need to keep the following three points with respect to defence parameters in mind.

First, the strength of defence does not in any way connote Pakistan army's involvement in politics. Whatever may the reasons of the army's involvement in politics be, it is ethically wrong and leads to disastrous consequences. Pak army should obey the Constitution under which it has taken oath. Those in uniform who negate and disobey should meet due punishment.

Second, the strength of defence doesn't simply lie in the management of certain hardware or temporary events. The perils encountering ideology of the country due to appeasement of one or another kind must be routinely assessed to find out potential, threats to national security.

Third, there is no justification in treating defence as holy cow – one above all evils. In light of Muslim history and traditions, defence affairs are also to be confined within limits. Defence affairs must also be processed and sieved, its working should be – with little restraint - talked in parliament and its performance should be checked by some kind of accountability process.

Assessed on such parameters, the army that prides itself on being a unifying power, in reality, has always been a force of decay and disintegration. Since 1951 Washington has felt that the army was the best guarantor of its interests. Pakistan's first military coup, in October 1958, backed by the US, sought to pre-empt the country's first general election amid fears that political parties hostile to the US security alliance might win a substantial majority in parliament.

The first dictator, General Ayub Khan, was secular in outlook and fond of his drink. Weakening of state institutions began during his rule. He imprisoned and tortured dissidents, destroyed the free press and set precedents for rigged referendums and elections. He started the dirty work of creating a civilian facade for unconstitutional military rule.

Just as General Musharraf is ignoring majority of Pakistanis under the label of "vocal minority," General Ayub also ignored the needs of the majority in East Pakistan. After a six-month popular uprising, General Yahya replaced him and immediately announced the country's long-postponed general election to take place in January 1970.

The elections took place on schedule. The Bengali province elected the nationalist Awami League to power. The bulk of the army and the 22 families that controlled 80 per cent of the wealth belonged to West Pakistan. General Yahya as their representative refused to accept the Bengali victory and declared war on the majority of Pakistan, which led to the break-up of Pakistan. The Pakistani expeditionary force surrendered without a battle. It was a total humiliation.

In 1977, Bhutto's refusal to cancel the nuclear project led to his overthrow and a US-sponsored public agitations and coup saw another General taking destiny of Pakistan in his hands. Unlike his military predecessor, Zia pledged elections within 90 days. The Pentagon and the Defense Intelligence Agency, eager for a proxy in Afghanistan, spawned General Zia, whose monstrous regime brutalized political institutions for 11 years.

After completing his services to the US, Zia had to be removed through assassination in 1989. Real assassins were never uncovered. However, the American plot, which soon became an open secret, was definitely carried out by the military men because Mrs Zia also confirmed that her husband had been killed "by his own" – the army.

After ten years of civilian rule, Nawaz Sharif attempt to get rid of General Pervez Musharraf backfired. Nawaz Sharif and his company created an enterprise culture in which everything was for sale, including generals. Rumours abound that to buy time and extract yet more money, Sharif and company provided sacks full of dollars to friendly generals.

For the first time in Pakistan's history, General Musharraf took power in October 1999 against the will of the US. The events of September 11, however, transformed the General from a despicable dictator to a desirable ally. But his job was more difficult than his predecessor's. Musharraf had to unravel the only victory ever won by his army for the US: the Taliban takeover of Kabul. This has created severe tensions inside an army whose discipline has never broken.

Throughout this saga of failure and devoted service to American masters, nowhere we see the in-power armed forces strengthening other state institutions for the benefit of common man. Even the latest attempt by General Musharraf to end the intriguing corruption – that gulps out one-fourth of the national wealth annually – ended in bringing the same corrupt blood to power in return for their promising support to legitimising dictatorship. While embracing corrupt political leaders for its own interest, the military ignored that Rs.400 billion to Rs.500 billion are lost to the country every year because of the same persons once charged by his accountability apparatus.

As one dictator followed another, instead of the pre-independence Pakistan's movement, the army's vision of Pakistan began to define the state. The army has profited

(باقی از بیک ٹائٹل)

(ii) پاکستان کی اراضی کو ''خراجی'' قرار دے کر جاگیرداری اور غیر حاضر زمینداری کا خاتمہ کر دیا جائے ——— تاکہ ملک کی نصف سے زیادہ آبادی کو معاشی انصاف میسر آ سکے۔ اس کے لئے جب یہ طے ہو جائے کہ یہ اراضی انفرادی ملکیت نہیں ہیں بلکہ امت مسلمہ کی اجتماعی ملکیت ہیں تو نئی زرعی اصلاحات بلکہ ایک بالکل نئے بندوبست اراضی کی راہ میں کوئی شے حائل نہیں رہے گی!

(۲) پاکستان میں مروّجہ قوانین کو شریعت کے سانچے میں ڈھالنے (یعنی ''اسلامائز'' کرنے) کے لئے:

(i) موجودہ دستور کی دفعہ ۲۲۷ کو قرارداد مقاصد کے ساتھ دفعہ ۲۔ب کی حیثیت سے نتھی کر دیا جائے ——— اور اس کا تعلق ''اسلامی نظریاتی کونسل'' سے منقطع کر کے بالکلیہ فیڈرل شریعت کورٹ کے ساتھ قائم کر دیا جائے! اسلامی نظریاتی کونسل کو بالکل ختم کر دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اس لئے کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے قیام کے بعد یہ قطعاً زائد از ضرورت ہے!

(ii) فیڈرل شریعت کورٹ میں جیّد اور مجتہدانہ صلاحیت کے حامل علماء کو ججوں کی حیثیت سے تعینات کیا جائے، جس کے لئے اسلامی نظریاتی کونسل ہی کے ارکان میں سے لوگ منتخب کئے جا سکتے ہیں۔ نیز فیڈرل شریعت کورٹ کے جج حضرات کا مرتبہ اور شرائط ملازمت ہائی کورٹس کے ججوں کے مساوی کی جائیں! اور اس کے فیصلوں ——— بلکہ سپریم کورٹ کے شریعت بنچ کے فیصلوں پر بھی نظر ثانی کی وسیع گنجائش رکھی جائے!

ان ابتدائی اقدامات کے ذریعے ہمارا سفر اس منزل کی جانب شروع ہو سکتا ہے جس کے لئے پاکستان قائم کیا گیا تھا ——— پھر جس طرح رمضان مبارک کی ستائیسویں شب کو پاکستان معجزانہ طور پر ''نازل'' ہوا تھا اسی طرح اب دوبارہ ان شاء اللہ معجزانہ طور پر ہی اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے از سرِ نو مستحکم ہو جائے گا اور دشمنانِ اسلام کے عزائم کو خاک میں ملانے کے لئے اپنا خصوصی کردار ادا کر سکے گا! فقط والسلام مع الاکرام!

خاکسار (ڈاکٹر) اسرار احمد

بانی تنظیم اسلامی و داعیٔ تحریک خلافت پاکستان

36۔کے، ماڈل ٹاؤن لاہور.....فون: 03-5869501 اور 5834249

اس کے ساتھ ہی ——— پورے ادب و احترام کے ساتھ

میری درخواست ایم ایم اے کی قیادت

سے بھی ہے کہ انہیں جو موقع اللہ تعالیٰ نے صوبۂ سرحد میں عطا فرمایا ہے اس سے تو بھرپور فائدہ اٹھائیں اور ایک جانب سادگی اور کفایت شعاری کا خلافت راشدہ اور طالبان افغانستان کا سا نمونہ پیش کریں اور دوسری جانب صوبائی سطح پر جس قدر بھی نفاذِ شریعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل پیرا ہوا جا سکتا ہو اس کا جلد از جلد آغاز کر دیں!

لیکن مرکزی حکومت کی سطح پر

اپنی توجہات کو جمہوریت کی مکمل بحالی کی مساعی یا اقتدار میں شراکت کے حصول کی جدوجہد سے بالکل ہٹا کر کلیتاً میرے پیش کردہ خطوط پر بلکہ اپنی مجتہدانہ بصیرت سے کام لیتے ہوئے ان سے بہتر امور کے ضمن میں آئینی و قانونی سطح پر تبدیلیوں پر مرکوز کر دیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی کو مشکور فرمائیں!

خاکسار **اسرار احمد** عفی عنہ

Vol:12 Regd. No.LRL-50 No.4
Weekly *Nida-e-Khilafat* Lahore

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

صدر جنرل پرویز مشرّف کے نام ایک کھلا خط

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

پاکستان کے سب سے زیادہ کثیر الاشاعت روزنامے کی کل کی شہ سرخی کے مطابق آپ نے فرمایا ہے کہ: ''کوشش کریں گے کہ عراق کے بعد پاکستان کا نمبر نہ ہو!'' ـــــ اسے دیکھ کر خیال آیا کہ آپ کو یاد دلاؤں کہ ۱۶/ستمبر ۲۰۰۱ء کی سہ پہر علماء ومشائخ کے اجتماع میں مَیں نے آپ کی خدمت میں روبرو عرض کیا تھا کہ:

''اوّلاً ـــــ طالبانِ افغانستان کے خلاف امریکہ کی مدد عدل وانصاف کے مسلّمہ اصولوں سے غداری ہے۔ اس لئے کہ تا حال امریکہ اس امر کا کوئی ثبوت فراہم نہیں کر سکا ہے کہ نیویارک اور واشنگٹن میں ۱۱/ستمبر کو پیش آنے والے حوادث میں اسامہ بن لادن یا القاعدہ کا کوئی ہاتھ ہے! (اور یہ بات اس اجتماع میں شریک جملہ علماء ومشائخ نے بھی بلا استثناء کہی تھی!) پھر یہ غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے کہ ہم کل تک جن کے دوست اور معاون تھے نہ صرف یہ کہ ان سے دفعتہً نگاہیں پھیر لیں بلکہ ان کے دشمنوں کے آلۂ کار بھی بن جائیں۔ مزید برآں یہ اسلام کے احکام سے بھی بغاوت ہے کہ ایک مسلمان قوم کے خلاف کفار کا ساتھ دیا جائے!'' ـــــ ثانیاً مَیں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ: ''جن مصلحتوں کے پیشِ نظر آپ اس وقت یہ طرزِ عمل اختیار کر رہے ہیں وہ بالکل عارضی ہیں ـــــ چونکہ اس کی پشت پر اصلاً یہودی سازش کار فرما ہے۔ لہٰذا جلد یا بدیر ہمارا نمبر بھی آکر رہے گا اور بالخصوص ہماری ایٹمی صلاحیت پر تو لازماً ہلہ بول ہی دیا جائے گا!''

اللہ کا شکر ہے کہ اب آپ نے بھی خطرے کی شدت نہ صرف یہ کہ محسوس کر لی ہے بلکہ ایک فوجی کے روایتی انداز میں اس کا برملا اظہار بھی کر دیا ہے! (اگرچہ یہ دنیا کی مروّجہ ڈپلومیسی کے انداز کے خلاف ہے!)۔ ان ہی ایام میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ: ''ہمیں اپنی جنگ خود لڑنی ہوگی۔ باہر سے کوئی مدد کے لئے نہیں آئے گا''

تو خدارا! اب بھی ہوش میں آئیں!

امریکہ اور اس کے حواریوں' مزید برآں اس کے بغل بچے اسرائیل اور سب سے بڑھ کر جنوبی ایشیا میں اس کے نئے اسٹریٹجک پارٹنر بھارت کی متحدہ قوت کے مقابلے میں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے ـــــ اور حالات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ اب چین سے بھی کوئی توقع نہ رکھی جائے ـــــ چنانچہ ہمارے لئے واحد راستہ یہ ہے کہ ہم اللہ کی تائید ونصرت کے حصول کی بھرپور کوشش کریں! جس نے خود فرمایا ہے کہ: ﴿اِنْ یَّنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلَا غَالِبَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ یَّخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُمْ مِّنْ بَعْدِہٖ﴾ (سورۂ آلِ عمران: آیت ۱۶۰) یعنی: ''اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو کوئی تم پر غالب نہیں آ سکتا ـــــ اور اگر وہی تمہارا ساتھ چھوڑ دے تو پھر کون ہے جو تمہاری مدد کر سکے گا؟'' اور اللہ کی مدد اور نصرت کے حصول کے لئے لازم ہے کہ:

(۱) اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے تقاضے پورے کرنے کے لئے:

(i) کم از کم اندرونِ ملک سود کو ایک دم ختم کر دیا جائے تاکہ اللہ سے ہماری جنگ ختم ہو جائے ـــــ جن لوگوں کی رقوم سودی اسکیموں میں لگی ہوئی ہیں' انہیں یہ آپشن دے دیا جائے کہ چاہے تو انہیں اکویٹی شیئرز میں تبدیل کرا لیں ـــــ اور چاہیں تو تدریجاً واپس وصول کر لیں ـــــ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ چاہیں تو سورۃ البقرہ کی آیت ۲۸۰ کے مطابق ملک وملت کو 'صدقہ' کر کے آخرت میں ہزار گنا نفع حاصل کر لیں! غیر سودی بینکنگ کے لئے متعدد کمیٹیوں کی تجویز کردہ تجاویز سے میں کسی ایک کے نفاذ سے آغاز کیا جا سکتا ہے پھر تدریجاً اس میں اصلاح کا عمل جاری رہ سکتا ہے!

(باقی اندرونی ٹائٹل پر)